لفظ "شہنشاہ" کا مفہوم اور یہ کہ بیشک
محبوبانِ خدا کا بعطاء الٰہی دلوں پر قبضہ ہے

فقہ شہنشاہ وان القلوب بیدالمحبوب بعطاء اللہ

۱۳۱۱ھ

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

ALAHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ

۱۳۲۶ھ

(لفظ "شہنشاہ" کا مفہوم اور یہ کہ بیشک محبوبانِ خدا کا بعطاءِ الٰہی دلوں پر قبضہ ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسئلہ ۱۶۶ از کانپور، محلہ فیل خانہ کہنہ، مکان مولوی سید محمد اشرف صاحب وکیل، مرسلہ سید محمد آصف صاحب ۸ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ

حامیِ سنّت، ماحیِ بدعت جناب مولانا صاحب دَامَتْ فُیُوْضُہُمْ، بعد سلام مسنون الاسلام، التماسِ مرام اینکہ ان دنوں جناب والا کا دیوانِ نعتیہ کمترین کے زیرِ مطالعہ ہے، بعد آداب ملازمان حضور کی خدمتِ بابرکت میں ملتمس ہوں کہ دو مصرع کے الفاظ شرعاً قابل ترمیم معلوم ہوتے ہیں، اور غالباً اس ہیچمداں کی رائے سے ملازمان سامی بھی متفق ہوں، اور درصورت عدمِ اتفاق جوابِ باصواب سے تشفی فرمائیں ؎

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

اس مصرع میں لفظ "شہنشاہ" خلاف حدیث ممانعت دربارہ قول ملک الملوک ہے بجائے "شہنشاہ" اگر "مرے شاہ" ہو تو کسی قسم کا نقصان نہیں۔ دوسرا یہ مصرع حضرت غوثِ اعظم قدس سرہ کی تعریف میں:

ع بندہ مجبور ہے خاطر یہ ہے قبضہ تیرا

صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے کہ دل خداوندکریم کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور وہی ذات مقلب القلوب ہے، چونکہ اس ہیچداں سراپا عصیاں کو ملازمانِ جنابِ والا سے خاص عقیدت وارادت ہے لہذا امیدوار ہے کہ یہ تحریر محض اَلدِّیْنُ النُّصْحُ (دین نصیحت ہے۔ ت) پر محمول فرمائی جائے۔ بخدا فدوی نے کسی اور غرض سے نہیں لکھا۔

عریضۂ ادب سید محمد آصف عفی عنہ

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ھو الشاہ، والشاھنشاہ، لا ملک سواہ، فمن ادعاہ دونہ فقد ضل وتاہ، وصلی اللہ تعالٰی علٰی سید العالم، مالک الناس دیان العرب والعجم، الذی ملک الارض ورقاب الامم، وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم، اٰمین!

سب حمدیں اللہ تعالٰی کے لئے جو حقیقی بادشاہ اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس کے سوا کوئی حقیقی بادشاہ نہیں ہے تو جو اس کے غیر کو مقابلہ میں سمجھے تو وہ گمراہ اور بھٹکا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالٰی رحمت نازل فرمائے جہاں کے سردار، عرب وعجم کے جزا دہندہ جو روئے زمین اور امتوں کے مالک بنے اور آپ کی آل پاک اور صحابہ پر اور برکت اور سلامتی فرمائے۔ آمین۔ (ت)

کرم فرمائے مکرم ذی اللطف والکرم مکرمی سید محمد آصف صاحب زید کرمہم، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

نوازش نامہ تشریف لایا، ممنون فرمایا، حق سبحانہ وتعالٰی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ کے صرف انھیں دو مصرعوں میں تامل فرمانے سے شکرِ الٰہی بجا لایا کہ اس میں بحمد اللہ تعالٰی آپ کی سنیت خالصہ اور محبت وتعظیم حضور پُرنور سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء کا شاہد پایا، ورنہ قوم بے ادب خذلہ اللہ تعالٰی کے نزدیک تو ان اوراق میں معاذ اللہ معاذ اللہ ہزاروں شرک بھرے ہیں کہ ان دو لفظوں کو ان سے کچھ بھی نسبت نہیں حالانکہ بحمد اللہ تعالٰی اس میں جو کچھ ہے اکابر ائمہ دین واعاظم عرفائے کاملین کے ایمان کامل

کا ایک مختصر نمونہ ہے، جیسا کہ فقیر کی کتاب "سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کلّ الورٰی" کے مطالعہ سے ظاہر ہے، وللہ الحمد۔

اب شکریہ کے ساتھ بتوفیقہٖ تعالٰی جواب عرض کروں، امید کہ جس خالص اسلامی محبت سے یہ اطلاع دی اسی پر ان جوابوں کو بلبنی سمجھ کر ویسی ہی نظر سے ملاحظہ کریں گے۔ و باللہ التوفیق۔

جواب سوال اوّل: لفظ "شہنشاہ" اوّلاً بمعنی سلطان عظیم السلطنۃ محاورات میں شائع و ذائع ہے، اور عرف و محاورہ کو افادۂ مقاصد میں دخلِ تام، قال اللہ تعالٰی، وأمر بالعُرف[1] (اور بھلائی کا حکم دو۔ ت)

خود ہمارے فقہاء کرام میں امام اجل علاء الدین ابوالعلاء لیثی ناصحی رحمۃ اللہ تعالٰی کا لقب "شاہانِ شہ، ملک الملوک" تھا۔ ائمہ و علمائے مابعد جو ان کے فتاوٰی نقل کرتے ہیں اسی لقب سے انھیں یاد فرماتے ہیں اور وہ جناب فقاہت مآب خود اپنے دستخط انھیں الفاظ سے کرتے۔ امام رکن الدین ابوبکر محمد بن ابی المفاخرین عبدالرشید کرمانی جواہر الفتاوٰی کتاب الاجارہ باب سادس میں فرماتے ہیں:

قال الامام القاضی ملک الملوک ابوالعلاء الناصحی لما سُئِلَ عمن اجر ارضًا موقوفۃ مائۃ سَنَۃ ھل یجوز۔

امام، قاضی، شاہوں کے شاہ ابوالعلاء ناصحی سے یہ استفتاء کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک موقوفہ زمین سال بھر کے لئے اجارہ میں دی تو کیا اس کا یہ فعل ازروئے شرع جائز و درست ہے ۱۲م

افتی ببطلان الاجارۃ معشر
من زمرۃ الفقہاء قطعًا لازمًا

فقہاء کی ایک جماعت نے فتوٰی دیا کہ یہ اجارہ قطعی اور لازمی طور پر باطل ہے۔ ۱۲م

وبذالک اُفتی للمتدین حسبۃ
کیلا اکون بما احرز ظالمًا

میرا عدمِ جواز کا یہ فتوٰی دینا دینداروں کے لئے کافی ہے تاکہ میں اپنی جمع کردہ چیزوں کی وجہ سے ظالم نہ ہو جاؤں۔ ۱۲م

مَلِکُ الملوک ابوالعلا مجیبۃ
لمعز دین اللہ مدعوا دائمًا[2]

شاہوں کے شاہ ابوالعلاء اس کا مجیب ہے دین الٰہی کے غلبہ کے لئے ہمیشہ دعاگو ہے۔ ۱۲م

---

[1] القرآن الکریم ۷/ ۱۹۹

[2] جواہر الفتاوٰی کتاب الاجارۃ الباب السادس قلمی نسخہ ورق ۱۳۸، صفحہ ۲۷۵

اسی کی کتاب[۳] القضا میں ایک اور مسئلہ اس جناب سے بایں عنوان نقل فرمایا:

قال القاضی الامام ملك الملوك ابو العُلاء الناصحی[۱] — قاضی، امام، شاہوں کے شاہ ابوالعُلاء ناصحی نے کہا۔ ۱۲م

پھر تیسرے[۲] مسئلے میں فرمایا:

قال القاضی الامام مَلِكُ المُلوك هٰذا لمّا عُرِضَ علیه محضر[۲] — قاضی، امام، شاہوں کے شاہ نے یہ کہا جب ان کے پاس دستاویز پیش کیا گیا۔ ۱۲م

اسی[۳] میں ان کا منظوم فتویٰ نقل کیا جس کے آخر میں فرمایا:

شاهان شه ملك الملوك ابو العُلاء
نظمِ الجواب منظمًا و مفصلا

شاہوں کے شاہ ابوالعُلاء نے اس جواب کو نظم اور ترتیب اور تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ۱۲م

پھر[۴] فرمایا: قال ملك الملوك (شاہوں کے شاہ نے فرمایا۔ ت) اور ان کا چوتھا فتویٰ نقل کیا جس کے آخر میں فرمایا:

شاهان شه ملك الملوك ابو العلا
نظم الجواب لكل من هو قد عرف

شہنشاہِ وقت ابوالعلائے اس جواب کو ہر جاننے والے شخص کے لئے مرتب کیا۔ ۱۲م

پھر[۵] ان کا پانچواں فتویٰ نقل فرمایا جس کے دستخط یوں فرمائے ہیں:

شاهان شه ملك الملوك ابو العلاء
نظمِ الجواب مبینًا لِمنا سٰه[۶]

شاہوں کے شاہ ابوالعلائے جواب کو یوں مرتب فرمایا کہ اس کے ہر پہلو کو واشگاف کر دیا۔ ۱۲م

پھر[۷] ان کا چھٹا فتویٰ نقل کیا جس کے دستخط ہیں:

شاهان شه ملك الملوك ابو العلاء
هادی امیر المؤمنین لقد نظم[۸]

شاہوں کے شاہ ملک الملوک ابوالعلاء مسلمانوں کے امیر و رہبر نے اس جواب کو مرتب کیا۔ ۱۲م

یونہی[۹] کتاب الوقف میں ان کے متعدد فتاوے نقل فرمائے از آں جملہ ایک کلام کا ختم یہ ہے:

---

[۱] جواهر الفتاوی کتاب القضاء ص ۲۵۳ ورق ۱۷۷ — [۲] جواهر الفتاوی کتاب القضاء ص ۲۵۳ ورق ۱۷۷
[۳] 〃 〃 〃 〃 — [۴] 〃 〃 〃 〃
[۵] 〃 〃 الباب السادس قلمی نسخہ ص ۲۵۴ ص ۱۷۷

ملك الملوك ابو العلاء مجيبه
معز دين الله يشكر داعيه[1]

شاہوں کے شاہ ابو العلاء اس کا مجیب ہے جو دین الٰہی کے غلبہ کے لئے شکر کے ساتھ دعا کرتا ہے۔ ۱۲م

ایک[11] کے آخر میں ہے:

شاهان شه ملك الملوك ابو العلاء
نظم الجواب لمن تعفى بالله[2]

شہنشاہ ملک الملوک ابو العلاء نے یہ جواب اس شخص کے لئے مرتب کیا جو اللہ عزوجل کی پناہ کا طالب ہے ۱۲م

یوں ہی ۱۲ تا ۱۵ کتاب البیوع میں ان کے چار فتوے نقل فرمائے، ہر ایک کی ابتدا انہیں لفظوں سے کی:

قال القاضی الامام ملك الملوك[3]

قاضی، امام، ملک الملوک نے کہا۔ (ت)

غرض کتاب مستطاب ان کے فتاوائے صواب اور ان کے ان گرامی الفاظ سے مشحون ہے۔

علامہ[16] خیر الدین رملی استاد صاحب دُرمختار رحمہما اللہ تعالٰی نے فتاوٰی خیریہ کتاب الاجارہ میں نوازل سے نقل فرمایا:

قال سئل ملك الملوك ابو العلاء فيمن اجر دارا موقوفة مائة سنة[4] الخ

شاہوں کے شاہ ابو العلاء سے اس شخص کے بارے میں استفسار کیا گیا جس نے ایک وقف کی ہوئی زمین کو سو سال کیلئے اجرت میں دیا تو کیا حکم ہے ۱۲م

اسی[17] کی کتاب القضا باب خلل المحاضر والسجلات میں دربارہ ساعی فرمایا:

فحول المتأخرین افتوا بجواز قتله حتی قال ملك الملوك الناصحی رحمه الله تعالٰی[5]

متاخرین میں معتمد و مستند علماء نے فتوٰی دیا ہے کہ ایسے شخص کو قتل کرنا جائز ہے حتی کہ شاہوں کے شاہ ناصحی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔ ۱۲م

---

[1] جواہر الفتاوٰی کتاب الوقف، قلمی ص ۳۰۹ ورق ۱۵۵ — [2] جواہر الفتاوٰی کتاب الوقف ص ۳۱۰ ورق ۱۵۵
[3] جواہر الفتاوٰی کتاب البیوع الباب السادس قلمی نسخہ ص ۲۵۹ ورق ۱۳۰
[4] فتاوٰی خیریہ کتاب الاجارۃ دار المعرفۃ بیروت ۲/۱۲۱
[5] " کتاب ادب القاضی باب خلل المحاضر والسجلات " " " ۲/۲۰

پھر[18] ان کا منظوم فتویٰ نقل فرمایا: ؎

القتل مشروع علیہ واجبٌ زجراً لہ والقتل فیہ مُقْنَعٌ	ایسے شخص کو قتل کرنا مشروع بلکہ اس کے زجر و توبیخ کے لئے واجب ہے اور اس میں قتل عین عدل ہے،
شاھان شہ ملك الملوك ابوالعلاء نظم الجواب لکل من ھو یبرع[1]	شاہوں کے شاہ ملک الملوک ابوالعلاء نے ہر فضیلت وعلم رکھنے والوں کے لئے اس جواب کو مرتب کیا ۱۲م

حضرت[19] عمدۃ العلماء والاتقیاء زبدۃ العرفاء والاولیاء مولوی معنوی سیدی محمد جلال الملۃ والدین رومی بلخی قدس سرہ الشریف مثنوی شریف میں ایک بادشاہ کی حکایت میں فرماتے ہیں: ؎

گفت شاہنشاہ جرارش کم کنید در بجنگد نامش از خط بر زنید[2]	بادشاہ نے کہا اس کی اجرت کم کر دی جائے اور اگر وہ آمادۂ جنگ ہو تو روزنامچہ سے اس کا نام نکال دو۔ ۱۲م

نیز[20] ابتدائے مثنوی مبارک میں فرماتے ہیں: ؎

تا سمرقند آمدند آں دو امیر پیش آں زرگر ز شاہنشہ بشیر[3]	بادشاہ کے دونوں امیر (ایلچی) شہر سمرقند آئے اور اس مرد زرگر کو بادشاہ کی جانب سے خوشخبری دی۔ ۱۲م

وہیں[21] فرماتے ہیں:

پیش شاہنشاہ بروش خوش نباز تا بسوزد بر سر شمع طراز[4]	اس خوش نصیب مرد زرگر کو بادشاہ کے پاس لے آئے تاکہ اس شمع طراز معشوقہ پر اسے قربان کر دے۔ ۱۲م

اسی[22] میں فرمایا: ؎

ھم ز انواع اوانی بے عدد کانچناں در بزم شاہنشاہ سند[5]	اور بہت سے مختلف قسم کے برتن بھی (بنا) جو بادشاہوں کی بزم مسرت کی زیب و زینت نہیں۔ ۱۲م

---

[1] فتاوٰی خیریہ کتاب ادب القاضی باب خلل المحاضر والسجلات دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۲۰
[2] مثنوی معنوی دربیان آنکہ ترک الجواب جواب مقرر این سخن الخ نورانی کتب خانہ پشاور دفتر چہارم ص ۳
[3] و [4] مثنوی معنوی فرستادن بادشاہ رسولاں بسمرقند در طلب زرگر " " " دفتر اول ص ۹
[5] مثنوی معنوی " " " " " " " " " " "

حضرت[۲۳] عارف باللہ داعی الی اللہ سیدی مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

جمال الانام مفخر الاسلام سعد ابن الاتابك الاعظم شاهنشاه المعظم مالك رقاب الامم مولیٰ ملوك العرب و العجم[۱]

مخلوق کے جمال، اسلام کے لئے قابلِ فخر، سعد ابن اتابکِ اعظم، قابلِ عظمت شہنشاہ، لوگوں کی گردنوں کے مالک، عرب و عجم کے بادشاہوں کے مولیٰ و آقا۔ ۱۲م

نیز[۲۴] فرماتے ہیں: ؎

با رعیت صلح کن وز جنگِ خصم ایمن نشیں
زانکہ شاہنشاہِ عادل را رعیت لشکر است[۲]

رعایا کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آ، اور پھر دشمن کی جانب لڑائی سے بے خوف رہ، کیونکہ عادل بادشاہ کے لئے رعایا ہی لشکر ہے۔ ۱۲م

نیز[۲۵] فرماتے ہیں: ؎

شہنشہ بر آشفت کاینک وزیر
تعلل میندیش و حجت مگیر[۳]

بادشاہ نے غصے سے کہا اے وزیر! بہانہ مت بنا اور حجت مت لا۔ ۱۲م

نیز[۲۶] فرماتے ہیں:

سرِ پُر غرور از تحمل تہی
حرامش بود تاج شاہنشہی[۴]

جو سر صبر و تحمل سے خالی اور کبر و نخوت سے پُر ہو وہ بادشاہی کے تاج سے محروم ہوتا ہے ۱۲م

نیز[۲۷] فرماتے ہیں: ؎

دوان آمدش گلہ بانے ز پیش
شہنشہ بر آورد تغناق زکیش[۵]

بادشاہ کے پاس سامنے سے ایک چرواہا دوڑتا آیا بادشاہ نے (اُسی وقت) تیر ترکش سے نکال لیا۔ ۱۲م

---

[۱] گلستانِ سعدی دیباچہ کتاب دانش سعدی تہران ایران ص ۱۲
[۲] " " باب اول " " " ص ۳۰
[۳] بوستان " ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور ص ۳۴
[۴] " " " " " ۳۸
[۵] " " " " " ۴۲

محبوبِ[۲۸] محبوبِ الٰہی حضرت عارف باللہ سیدی خسرو قدس سرہٗ اواخر قران السعدین صفت تخت شاہی میں فرماتے ہیں: ؎

کیست جز او کہ نہد پائے راست — اس کے سوا کون ہے جو بادشاہ کی شان و شوکت
پیش شکوہ کہ شہنشاہ راست[۱] — کے سامنے سیدھا پاؤں رکھے۔ ۱۲م

عارف[۲۹] باللہ امام العلما حضرت مولانا نورالدین جامی قدس سرہ السامی تحفۃ الاحرار میں فرماتے ہیں: ؎

زد بجہاں نوبتِ شاہنشہی — حضرت عبیداللہ احرار رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ستارۂ
کوکبۂ فخرِ عُبَیدُ اللّٰہی[۲] — افتخار نے دنیا میں اپنی شہنشاہی کا نقارہ بجایا۔ ۱۲م

حضرت[۳۰] خواجہ شمس الدین حافظ قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ؎

خان بن خان شہنشاہ شہنشاہ نژاد — خان بن خان خاندانی شاہوں کے شاہ جسے
آنکہ مے زیبد اگر جانِ جہانش خوانی[۳] — جانِ جہان کا خطاب زیب دیتا ہے ۱۲م

نیز[۳۱] فرماتے ہیں: ؎

ہم نسلِ شہنشہِ زمان است — زمانہ کے بادشاہوں کا ہم رتبہ، خلیفۂ زمین کا
ہم نقدِ خلیفۂ زمین است[۴] — ہم جنس ہے ۱۲م

حضرت[۳۲] مولانا نظامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں: ؎

گزارندۂ شرح شاہنشہی — احکام شاہی کی تفصیل سنانے والے نے سائل
چنیں داد پرسندہ را آگہی[۵] — کو یوں آگاہ کیا۔ ۱۲م

مخدوم[۳۳] قاضی شیخ شہاب الدین تفسیر بحر مواج میں فرماتے ہیں:
"سلطان السلاطین خداوند باعزت و تمکین بادشاہِ سلیمان فر الخ"۔[۶]

---

[۱]
[۲] تحفۃ الاحرار
[۳] دیوانِ حافظ — ردیف الیاء — حامد اینڈ کمپنی لاہور — ص ۳۸۳
[۴] 〃 〃 — ترکیب بند — 〃 〃 〃 — ص ۴۶۹
[۵]
[۶] تفسیر بحر مواج

غرض کلمات اکابر میں اس کے صدہا نظائر ملیں گے، ہمیں کیا لائق ہے کہ ان تمام ائمہ وفقہاء وعلماء وعرفاء رحمہم اللہ تعالٰی قدست اسرارھم پر طعن کریں وہ ہم سے ہر طرح اعرف واعلم تھے، لہذا واجب کہ بتوفیقِ الٰہی نظرِ فقہی سے کام لیں، اور اس لفظ کے منع وجواز میں تحقیق مناط کریں کہ مسئلہ قطعاً معقول المعنٰی ہے نہ کہ محض تعبدی۔

فاقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ سے ہے۔ت) ظاہر ہے کہ اصل منشائے منع اس لفظ کا استغراق حقیقی پر حمل ہے یعنی موصوف کا استثنار تو عقلی ہے کہ خود اپنے نفس پر بادشاہ ہونا معقول نہیں، اس کے سوا جمیع ملوک پر سلطنت اور یہ معنٰی قطعاً مختص بحضرت عزت عزجلالہٗ ہیں، اور اس معنے کے ارادے سے اگر غیر پر اطلاق ہو تو صراحۃً کفر ہے کہ اس کے استغراق حقیقی میں رب عزوجل بھی داخل ہو گا یعنی معاذ اللہ موصوف کو اس پر بھی سلطنت ہے یہ ہر کفر سے بدتر کفر ہے مگر حاشا ہرگز کوئی مسلمان اس کا ارادہ کر سکتا ہے نہ زنہار کلامِ مسلم میں یہ لفظ سُن کر کسی کا اس طرف ذہن جا سکتا ہے، بلکہ قطعاً قطعاً عہدیا استغراق عرفی ہی مراد، اور وہی مفہوم ومُستفاد ہوتا ہے کہ قائل کا اسلام ہی اس ارادہ پر قرینہ قاطعہ ہے، جیسا کہ علمائے موحد کے اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ (موسم ربیع نے سبزہ اگایا) کہنے میں تصریح فرمائی، نیز فتاوٰی خیریہ میں ہے:

سئل فی رجل حلف لایدخل ھٰذہ الدار الّا ان یحکم علیہ الدھر فدخل ھل یحنث (اجاب) لا۔ وھذا مجاز لصدورہٖ عن الموحّد والحکم القضاء واذا دخلھا فقد حکم ای قضٰی علیہ ربّ الدّھر بدخولھا وھو مستثنٰی من یمینہ، فلاحنث[1]

ایک ایسے شخص کے بارے میں استفتاء کیا گیا جس نے یہ قسم کھائی تھی کہ اس گھر میں داخل نہ ہوں گا جب تک کہ اس پر زمانہ کا حکم نہ ہو، پھر وہ اس گھر میں داخل ہوا تو کیا اس کی قسم ٹوٹ جائیگی؟ جواب نفی میں ملا، چونکہ موحّد سے یہ جملہ صادر ہوا اس لئے مجاز قرار پائے گا اور حکم بمعنی قضاء ہے اور جب وہ شخص داخل ہُوا تو اس کا دخول رب الدہر کے حکم اور قضاء سے ہوا ہے اور یہ اس قسم سے مستثنٰی ہے لہٰذا حانث نہ ہوگا۔ ۱۲م

اب رہا یہ کہ استغراق حقیقی اگرچہ نہ مراد نہ مفہوم، مگر مجرّد احتمال ہی موجبِ منع ہے، یہ قطعاً

---

[1] فتاوٰی خیریہ کتاب الایمان دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۸۷

ہے، یُوں تو ہزاروں الفاظ کہ تمام عالم میں دائر و سائر ہیں منع ہو جائیں گے۔ پہلے تو اسی لفظ "شاہنشاہ" کی وضع و ترکیب لیجئے۔ مثلاً قاضی القضاۃ، امام الائمہ، شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ، عالم العلماء، صدر الصدور، امیر الامراء، خان خاناں، بگار بگ وغیرہا کہ علماء و مشائخ و عامہ سب میں رائج ہیں۔ شیخ المشائخ، سلطان الاولیاء، محبوبِ الٰہی اور شیخ الشیوخ حضرت سیّدنا شہاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالٰی عنہما کا لقب ہے۔ جواہر الفتاوی کتاب اصول الدین وکتاب اصول فقہ وکتاب الایمان وکتاب الغصب وکتاب الدعوٰی وکتاب الکراہیت وغیرہا سب کے باب سادس میں امام علاء الدین سمرقندی کو عالم العلماء فرمایا۔

امام اجل عبدالرحمٰن اوزاعی امام اہل الشام کہ امام اعظم ابوحنیفہ و امام مالک کے زمانے میں تھے اور تبع تابعین کے اعلیٰ طبقے میں ہیں، امام مالک کو عالم العلماء فرمایا کرتے۔

زرقانی علی الموطا میں ہے:

امّا مالك فهو الامام المشهور صدر الصدور اكمل العقلاء واعقل الفضلاء كان الاوزاعی اذا ذكر مالكا قال قال عالم العلماء وعالم اهل المدينة ومفتی الحرمين۔[1]

امام مالک تو مشہور امام ہیں، رئیسوں میں رئیس، عقلاء میں کامل تر، فضلاء میں سب سے فہیم، امام اوزاعی جب امام مالک کا تذکرہ کرتے تو فرماتے کہ عالم العلماء، مدینہ والوں کے عالم اور حرمین طیبین کے مفتی نے فرمایا ہے۔ ۱۲م

امام الائمہ امام محمد بن خزیمہ حافظ الحدیث کا لقب ہے۔ قاضی القضاۃ اسلامی سلطنتوں کا معروف عہدہ ہے۔ عامہ کتبِ فقہ میں اس کا اطلاق موجود، اور ائمہ کی زبانوں پر شائع۔ درمختار کتاب القضاء میں ہے:

لایستخلف قاض نائبا الا اذا فوض الیه کجعلتك قاضی القضاة هو الذی یتصرف فیهم مطلقا تقلیدا وعزلا۔[2]

کوئی بھی قاضی اپنا نائب اس وقت مقرر کر سکتا ہے جب اسکو نائب بنانے کے اختیارات سپرد کرئے گئے ہوں مثلاً یہ کہے میں نے تمھیں قاضی القضاۃ بنایا، قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) وہ ہے جسے علی الاطلاق تصرف کا حق حاصل ہو چاہے تقلید ہو یا نہ ہو ۱۲م

---

[1] شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک مقدمۃ الکتاب دار المعرفۃ بیروت ۱/۲۹۲

[2] الدر المختار کتاب القضاء فصل فی الحبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/۷۸

بحرالرائق و ردالمحتار کتاب الوقف میں ہے :

قولھم فی الاستدانۃ بامر القاضی المراد بہ قاضی القضاۃ وفی کل موضع ذکروا القاضی فی امور الاوقاف[1]

استدانت بامر القاضی میں ان کی مراد قاضی سے "قاضی القضاۃ" ہے، اور امور اوقاف میں جہاں بھی "قاضی" کا لفظ آیا ہے اس سے یہی (قاضی القضاۃ) مراد ہے۔ ۱۲م

امیر الامراء، خان خاناں، بگلار بگ عربی فارسی ترکی تین مختلف زبانوں کے لفظ ہیں اور معنی ایک، یعنی سرور سروراں، سردار سرداراں، سید الاسیاد، اور اگر امیر امر بمعنی حکم سے لیجئے تو امیر الامراء بمعنی حاکم الحاکمین۔ شک نہیں کہ ان الفاظ کو عموم و استغراق حقیقی پر رکھیں تو قاضی القضاۃ و حاکم الحاکمین و عالم العلماء و سید الاسیاد قطعاً حضرت رب العزت عزوجل ہی کے لئے خاص ہیں اور دوسرے پر ان کا اطلاق صریح کفر، بلکہ بنظر حقیقت اصلیہ صرف قاضی و حاکم و سید و عالم بھی اسی کے ساتھ خاص۔ قال اللہ تعالٰی :

واللہ یقضی بالحق والذین یدعون من دونہ لا یقضون بشیئ ان اللہ ھو السمیع البصیر[2]

اور اللہ سچا فیصلہ فرماتا ہے اور اس کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے۔ بیشک اللہ ہی سنتا دیکھتا ہے۔

وقال اللہ تبارک وتعالٰی :

لہ الحکم والیہ ترجعون[3]

اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

وقال اللہ تعالٰی :

اِنِ الحُکمُ اِلّا للہ۔[4]

حکم نہیں مگر اللہ کا۔

وقال اللہ تعالٰی :

وھو العلیم الحکیم[5]

وہی علم و حکمت والا ہے۔

وقال اللہ تعالٰی :

یوم یجمع اللہ الرسل فیقول

جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائیگا

---

[1] ردالمحتار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۴۱۰

[2] القرآن الکریم ۴۰/۲۰ [3] القرآن الکریم ۲۸/۸۸ [4] القرآن الکریم ۱۲/۴۰ [5] القرآن الکریم ۶۶/۲

ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا۔ [1] تمھیں کیا جواب ملا، عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں۔

وفدِ بنی عامر نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی، اَنْتَ سَیِّدُنَا حضور ہمارے سید ہیں۔ فرمایا: اَلسَّیِّدُ اللہُ سید تو خدا تعالٰی ہی ہے۔

رواہ احمد وابوداؤد [2] عن عبد اللہ بن الشخیر العامری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ اسے روایت کیا ہے احمد اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن شخیر عامری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ (ت)

یونہی نہ ملک الملوک، بلکہ صرف ملک ہی۔ قال اللہ تعالٰی:

لہ المُلک ولہ الحمد [3] اسی کے لئے ملک اور اسی کے لئے تعریف۔

وقال اللہ تعالٰی:

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ [4] آج کس کی بادشاہی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی حدیث مَلِکُ الْمُلُوْک کی تعلیل میں فرمایا:

لَامَلِكَ اِلَّا اللہُ بادشاہ کوئی نہیں سوائے اللہ تعالٰی کے۔ رواہ مسلم [5] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ (اسے روایت کیا ہے مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ ت)

اور امام الائمہ، شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ اپنے استغراق حقیقی پر یقیناً حضور پر نور سید المرسلین صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ خاص، اور دوسرے پر اطلاق قطعاً کفر کہ اس کے عموم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم بھی داخل ہوں گے، اور معنٰی یہ ٹھہریں گے کہ فلاں شخص معاذ اللہ حضور سید عالم امام العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کا بھی شیخ وامام ہے، اور یہ صراحۃً کفر ہے، مگر حاشا ان تمام الفاظ میں نہ ہرگز یہ معنٰی قائلین کی مراد نہ ان کے اطلاق سے مفہوم ومفاد، اور اس پر

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۱۰۹

[2] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی کراھیۃ التمادح آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۰۶
مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۴

[3] القرآن الکریم ۶۴/ ۱

[4] ۴۰/ ۱۶

[5] صحیح مسلم کتاب الادب باب تحریم التسمی بملک الاملاک قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۸

دلیل ظاہر و باہر یہ ہے کہ متکبر مغرور جبّار سلاطین کہ اپنے آپ کو مابدولت و اقبال اور اپنے بڑے عہدہ داروں، امراء و وزراء کو بندہ حضور و فدوی خاص لکھتے ہیں، جن کے تکبّر کی یہ حالت کہ اللہ و رسول کی توہین پر شاید چشم پوشی بھی کر جائیں، مگر ہرگز اپنی ادنٰی سی توہین پر در گزر نہ کریں گے۔ یہی جبّار انھیں امراء کو قاضی القضاۃ و امیر الامراء و خان خاناں و بگار بگ خطاب دیتے اور خود لکھتے، اور اوروں سے لکھواتے، اور لوگوں کو کہتے، لکھتے دیکھتے، سنتے اور پسند و مقرر رکھتے ہیں بلکہ جو ان کے اس خطاب پر اعتراض کرے عتاب پائے اگر ان میں استغراق حقیقی کا ادنٰی ابہام بھی ہوتا جس سے متوہم ہوتا کہ یہ امراء خود ان سلاطین پر بھی حاکم و افسر و بالا و برتر و سردار و سرور ہیں، تو کیا امکان تھا کہ اسے ایک آن کے لئے بھی روا رکھتے۔ تو ثابت ہوا کہ عرف عام میں امثال الفاظ میں استغراق حقیقی ارادۃً و افادۃً ہر طرح قطعًا یقینًا متروک و مہجور ہے، جس کی طرف اصلًا خیال بھی نہیں جاتا، بعینہٖ بداہۃً یہی حال شاہنشاہ کا ہے، کیا پکّے مجنون کے سوا کوئی گمان کر سکتا ہے کہ امام اجل ابو العلاء علاء الدین ناصحی، امام اجل ابو بکر رکن الدین کرمانی، علامہ اجل خیر الملۃ والدین رملی، عارف باللہ شیخ مصلح الدین، ________ ________ عارف باللہ حضرت امیر، عارف باللہ حضرت حافظ، عارف باللہ حضرت مولوی معنوی، عارف باللہ حضرت مولانا نظامی، عارف باللہ حضرت مولانا جامی، فاضل جلیل مخدوم شہاب الدین وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم و قدست اسرارہم کے کلام میں یہ ناپاک معنی مراد ہونا درکنار، اسے سن کر کسی مسلمان کا وہم بھی اس طرف جا سکتا ہے تو بے ارادہ و بے افادہ اگر مجرد احتمال منع کے لئے کافی ہوتا وہ تمام الفاظ بھی حرام ہوتے، حالانکہ خواص و عام سب میں شائع و ذائع ہیں، خصوصًا قاضی القضاۃ کہ انھیں فقہائے کرام کا لفظ اور قدیمًا و حدیثًا ان کے عامہ کتب میں موجود ہے، اس میں اور شہنشاہ میں کیا فرق ہے۔ لاجرم امام قاضی عیاض مالکی المذہب نے فرمایا:

ومنهم قولهم شاه ملوك وكذا ما يقولون قاضي القضاة[1] اھ، نقله في المرقاة۔	ان میں بادشاہوں کا بادشاہ اور یوں وہ قاضی القضاۃ کا قول کہتے ہیں اھ۔ مرقات میں اس کو نقل کیا۔ (ت)

اسی کی مانند امام حجر شافعی المذہب نے زواجر میں اپنے یہاں کے بعض ائمہ سے نقل کیا،

---

[1] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب الاسامی الفصل الاول المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۱۷
اکمال المعلم بفوائد مسلم باب تحریم التسمی بملک الاملاک دار الوفاء بیروت ۷/ ۱۹-۲۰

مگر جانتے ہو کہ یہ قاضی القضاۃ[ع] کس کا لقب ہے اور کب سے رائج ہے۔ سب میں پہلے یہ لقب ہمارے امام

ع امام ماوردی کا لقب "اقضی القضاۃ" تھا:

كما في ارشاد الساري[1] وظني انه اول من تسمّٰى به ونرعم الامام البدر ان هذا ابلغ من قاضي القضاة لانه افعل التفضيل قال ومن جهلاء هذا الزمان من مسطري سجلات القضاة يكتبون للنائب اقضى القضاة وللقاضي الكبير قاضي القضاة اه[2] واقره الامام القسطلاني اقول وعندي ان الامر بالعكس فان اقضى القضاة من له مزية في القضاء على سائر القضاة ولا يلزم ان يكون حاكما عليهم ومتصرفا فيهم بخلاف قاضي القضاة كما نقلنا عن الدر المختار ونظيره املك الملوك يصدق اذا كان اكثر ملكا عنهم بخلاف ملك الملوك فهو الذي نسبة الملوك اليه كنسبة الرعايا الى الملوك كما لا يخفى فهذا هو الابلغ وبه يندفع اعتراض الامام الماوردي، ولله الحمد منه عفي عنه.

جیسا کہ ارشاد الساری میں ہے: اور گمان یہ ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جن کا یہ نام رکھا گیا اور امام بدر الدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کا گمان ہے کہ اقضی القضاۃ زیادہ ابلغ ہے قاضی القضاۃ کی نسبت، کیونکہ اس میں افعل تفضیل ہے اور انھوں نے فرمایا ہمارے زمانے کے جاہل قاضیوں کے دفتری لوگ مثلاً نائب قاضی کو اقضی القضاۃ لکھتے ہیں اور قاضی کبیر کو قاضی القضاۃ لکھتے ہیں اھ، اس کلام کو امام قسطلانی نے ثابت رکھا، میں کہتا ہوں، حالانکہ میرے نزدیک معاملہ بالعکس ہے کیونکہ اقضی القضاۃ وہ ہے جس کے فیصلے دوسرے قاضیوں کی نسبت زیادہ ہوں اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ قاضیوں کا حاکم ہو اور ان کے متعلق اختیار رکھتا ہو اسکے برخلاف قاضی القضاۃ ہے جیسا کہ ہم نے درمختار سے نقل کیا اس کی نظیر املک الملوک کا مصداق کثیر مملکت والا دوسروں کے مقابلہ میں بخلاف ملک الملوک اس کو کہتے ہیں جو بادشاہوں کا سردار ہو جس طرح کہ بادشاہ کے لئے رعایا ہوتی ہے جیسا کہ مخفی نہیں لہذا یہ ابلغ ہے اس سے امام ماوردی کا اعتراض ختم ہوگیا اللہ تعالیٰ کے لئے ہی تمام حمدیں ہیں۔ (ت)

---

[1] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب الادب دار الکتاب العربی بیروت ۹/ ۱۱۸

[2] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب الادب باب ابغض الاسماء الی اللہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۲/ ۲۱۵

23 مذہب سیدنا امام ابو یوسف تلمیذ اکبر سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کا ہوا اور اس زمانۂ خیر کے ائمۂ کرام تبع تابعین و اتباعِ اعلام نے اسے مقبول و مقرر رکھا۔ اور جب سے آج تمام علمائے حنفیہ اور بہت دیگر علمائے مذاہب ثلاثہ میں رائج و جاری و ساری ہے۔ امام اجل علامہ بدر الملۃ والدین محمود عینی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری شریف میں فرماتے ہیں:

اول من تسمّٰی قاضی القضاۃ ابو یوسف من اصحاب ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما وفی زمنہ کان اساطین الفقہاء والعلماء والمحدثین فلم ینقل عن احد منھم انکار عن ذٰلک[1]

یعنی سب میں پہلے جس کا لقب قاضی القضاۃ ہوا امام اعظم کے شاگرد امام ابو یوسف ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہما، اس جناب نے یہ لقب قبول فرمایا، اور ان کے زمانے میں فقہاء، علماء و محدثین کے اکابر و عمائد تھے، ان میں کسی سے اس کا انکار منقول نہ ہوا۔

اب ثابت ہوا کہ وہ طعن نہ فقط انھیں ائمہ و فقہاء و اولیاء پر ہوگا جن سے لفظ "شہنشاہ" کی سندیں گزریں، بلکہ ائمہ تبع تابعین اور ان کے اتباع اور امام مذہب حنفی ابو یوسف اور اس وقت سے آج تک کے تمام علمائے حنفیہ اور بکثرت علمائے بقیہ مذاہب سب پر طعن لازم آئے گا اور اس پر جرأت ظلمِ شدید و جہل مدید ہوگی۔ لاجرم بات وہی ہے کہ لفظ جب ارادۃً و افادۃً ہر طرح سے شناعت سے پاک ہے تو صرف احتمال باطل سے ممنوع نہ کر دے گا، ورنہ سب سے بڑھ کر نماز میں تَعَالٰی جَدُّکَ حرام ہو، کہ دوسرے معنی کس قدر شنیع و فظیع رکھتا ہے، ہاں صدرِ اسلام میں کہ شرک کی گھٹائیں عالمگیر چھائی ہوئی تھیں۔ تقریر و تطہیر کے ساتھ نہایت تدقیق فرمائی جاتی کہ توحید بروجہ اتم اذہان میں متمکن ہو، ولہذا نہ فقط شہنشاہ بلکہ اَنْتَ سَیِّدُنَا کے جواب میں ارشاد ہوا اَلسَّیِّدُ اللّٰہُ سید اللہ ہی ہے۔ ابو الحکم کنیت رکھنے پر فرمایا:

ان اللّٰہ ھُوَ الْحَکَمُ والیہ الحکم فلم تکنی ابا الحکم رواہ ابوداؤد والنسائی عن ابی شُرَیْح

بے شک اللہ ہی حکم ہے اور حکم کا اختیار اسی کو ہے تو تیری کنیت ابو الحکم کیوں ہے[2]۔ اس کو

---

[1] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب الادب باب ابغض الاسماء الی اللہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۲۲/۲۱۵

[2] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسم القبیح آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۲۱

سنن النسائی ادب القضاۃ باب اذا حکموا رجلاً الخ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/۳۰۴

رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

روایت کیا ہے ابوداؤد اور نسائی نے ابی شریح رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ت)

غلاموں کو ارشاد ہوا تھا:

لایقول العبد لسیدہ مولای فان مولاکم اللہ[1]۔ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

غلام اپنے آقا کو مولٰی نہ کہے کیونکہ تمہارا مولٰی تو اللہ تعالٰی ہی ہے (اسے روایت کیا ہے مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ت)

ایک حدیث شریف میں آیا:

لاتسموا ابناءکم حکیما ولا ابا الحکم فان اللہ ھو الحکیم العلیم۔ رواہ عطاء عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم، ذکرہ الامام البدر[2] محمود فی عمدۃ القاری۔

اپنے بیٹوں کا نام حکیم یا ابوالحکم نہ رکھو کہ اللہ تعالٰی ہی حکیم وعلیم ہے۔ اس کو عطا نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انھوں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے (اسے امام بدر محمود نے عمدۃ القاری میں روایت کیا ہے۔ت)

۵، ۶ ایک حدیث شریف میں آیا:

ابغض الاسماء الی اللہ خالد ومالك و ذلك ان احدا لیس یخلد والمالك ھو اللہ۔ ذکرہ الامام البدر[3] عن الداودی۔

اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ ناپسند نام خالد و مالک ہیں اس لئے کہ کوئی ہمیشہ نہ رہے گا اور مالک اللہ تعالٰی ہی ہے (اس کو امام بدر نے داؤدی سے ذکر کیا ہے۔)

یوں ہی عزیز وحکم ناموں کو تبدیل فرمادیا۔ سنن ابی داؤد میں ہے:

غیر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم اسم عزیز والحکم۔ قال ترکت اسانیدھا اختصارا[4]۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے اسم عزیز وحکم کو تبدیل فرمادیا۔ فرمایا اس کی اسانید کو بوجہ اختصار ترک کردیا۔ (ت)

---

[1] صحیح مسلم کتاب الالفاظ باب حکم اطلاق لفظۃ العبد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۸

[2] و [3] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب الادب باب ابغض الاسماء ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۲۲/ ۲۱۵

[4] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب تغییر الاسم القبیح آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۱

حدیث شریف میں ہے کہ نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا تسمہ عزیزًا۔ رواہ احمد[1] والطبرانی[2] فی الکبیر عن عبد الرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اس کا نام عزیز نہ رکھ (اس کو روایت کیا ہے احمد اور طبرانی نے کبیر میں عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ ت)

نیز حدیث شریف میں ہے:

نھی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یُسمّی الرجل حربًا و ولیدًا او مُرّۃ او ابا الحکم۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ حرب یا ولید یا مرّہ یا حکم نام رکھا جائے۔ (اس کو طبرانی نے کبیر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حالانکہ یہ الفاظ واوصاف غیر خدا کے لئے خود قرآن عظیم واحادیث واقوالِ علماء میں بکثرت وارد۔

قال اللہ تعالٰے:

سیدًا وحصورًا ونبیًّا من الصالحین[3]

سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے۔

وقال اللہ تعالٰے:

والفیا سیدھا لدا الباب[4]

اور دونوں کو عورت کا میاں (سیّد) دروازے کے پاس ملا۔

وقال اللہ تعالٰے:

فابعثوا حکمًا من اھلہ وحکمًا من اھلھا[5]

تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن عبدالرحمٰن — المکتب الاسلامی بیروت ۴/۱۷۸
[2] المعجم الکبیر حدیث ۹۹۹۲ — المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/۸۹
[3] القرآن الکریم ۳/۳۹
[4] 〃 〃 ۱۲/۲۵
[5] 〃 〃 ۴/۳۵

وقال اللہ تعالیٰ:

وان حکمت فاحکم بینھم بالقسط[۱]	اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

وقال اللہ تبارک وتعالےٰ:

وآتیناہ الحکم صبیا۔[۲]	اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی۔

وقال اللہ تبارک وتعالےٰ:

فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المومنین[۳]	تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے۔

وقال اللہ تعالیٰ عن عبدہٖ زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام:

وانی خفت الموالی من ورائی[۴]	اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے۔

وقال اللہ تعالےٰ:

ھُمْ فیھا خالدون[۵]	انھیں ہمیشہ اس میں رہنا۔

وقال اللہ تعالیٰ:

فھم لھا مالکون[۶]	یہ تو ان کے مالک ہیں۔

وقال اللہ تعالیٰ:

ونادوا یا مالک۔[۷]	اور وہ پکاریں گے اے مالک!

وقال اللہ تعالیٰ:

وآتینٰہُ الحکمۃ۔[۸]	اور ہم نے اسے حکمت دی۔

وقال اللہ تعالےٰ:

ومن یؤت الحکمۃ فقد اُوتی خیرًا کثیرا۔[۹]	اور جسے حکمت ملی اُسے بہت بھلائی ملی۔

---

[۱] القرآن الکریم ۵/ ۴۲
[۲] القرآن الکریم ۱۹/ ۱۲
[۳] 〃 ۶۶/ ۴
[۴] 〃 ۱۹/ ۵
[۵] 〃 ۲/ ۸۱ و ۸۲
[۶] 〃 ۳۶/ ۷۱
[۷] 〃 ۴۳/ ۷۷
[۸] ۳۸/ ۲۰
[۹] 〃 ۲/ ۲۶۹

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ:

ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون[1]

عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ۔ رواہ مسلم[2] و ابوداؤد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میں تمام اولادِ آدم کا سیّد (سردار) ہوں۔ (اسے روایت کیا ہے مسلم اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ ت)

وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اِنَّ اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ۔ رواہ البخاری[3] عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بیشک یہ میرا بیٹا سیّد ہے (یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ) (اس کو روایت کیا ہے امام بخاری نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ ت)

وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اَللہُ وَرَسُوْلُہٗ مَوْلٰی مَنْ لَا مَوْلٰی لَہٗ۔ رواہ الترمذی[4] وحسنہ وابن ماجۃ عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اللہ اور اس کا رسول ہر بے مولٰی کے مولٰی ہیں۔ (اس کو روایت کیا ہے ترمذی نے اور اسے حسن کہا اور ابن ماجہ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

لَقَدْ حَکَمْتَ فِیْھِمْ بِحُکْمِ اللہِ،

بے شک تم نے ان یہود کے بارے میں وہ حکم

---

[1] القرآن الکریم ۶۳/ ۸

[2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۴۵
سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بین الانبیاء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۸۶

[3] صحیح البخاری فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناقب الحسن والحسین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۳۰

[4] جامع الترمذی ابواب الفرائض باب ماجاء فی میراث الخال امین کمپنی دہلی ۲/ ۳۱
سنن ابن ماجہ ؍؍ باب ذوی الارحام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۱

رواہ مسلم[1] عن عائشۃ وعن ابی سعید الخدری والنسائی عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
دیا جو خدائے تعالیٰ کا حکم تھا (اس کو مسلم نے عائشہ اور ابی سعید خدری سے اور نسائی نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے۔ ت)

اسی حدیث شریف میں ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے حکم کے لئے فرمایا، انھوں نے عرض کی:

اللہ ورسولہ احق بالحکم۔ رواہ[2] الحافظ محمد بن عائذ فی المغازی بسندہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
حکم دینا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حق ہے۔ (اسے روایت کیا ہے حافظ محمد بن عائذ نے مغازی میں اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ ت)

وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیما یروی الطبرانی فی اوسطہ۔

حَکِیْمُ اُمَّتِیْ عُوَیْمِرٌ۔[3]
میری امت کے حکیم عویمر (ابو درداء) ہیں۔

انصار کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی:

یارسول اللہ اَنْتَ وَاللہِ الْاَعَزُّ العزیز۔[4] رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ استاد البخاری ومسلم عن عروۃ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
یارسول اللہ! خدا تعالیٰ کی قسم حضور ہی سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔ (اسے روایت کیا ہے ابوبکر بن ابی شیبہ استاذِ بخاری ومسلم نے عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ ت)

صرف حضور ہی کے لئے عزت ہے۔

عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عبد اللہ ابن ابی منافق نے اپنے باپ سے فرمایا،

انک الذلیل ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
بے شک تُو ہی ذلیل ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۵
[2] المواہب اللدنیہ غزوہ بنی قریظہ حکم سعد بن معاذ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۶۷
[3] کنز العمال بحوالہ طس حدیث ۳۳۵۰۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۶۱۸
[4] الدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ تحت آیۃ وللہ العزۃ ولرسولہ الخ مکتبۃ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۶/ ۲۲۶

علیہ وسلم العزیز۔ رواہ الترمذی[1] عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ونحوہ الطبرانی عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

علیہ وسلم ہی عزیز و صاحبِ عزت ہیں (اسے روایت کیا ہے ترمذی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے، یونہی طبرانی نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔

صحابہ کرام میں بیس[20] سے زائد کا نام حکم ہے، تقریباً دس[10] کا نام حکیم، اور ساٹھ[60] سے زیادہ کا خالد، اور ایک سو دس[110] سے زیادہ کا مالک ــــ ان وقائع اور ان کے امثالِ کثیرہ پر نظر سے ظاہر ہے کہ ایسی نہی میں شرع مطہر کا مقصود کیا تھا، اور اس پر قرینہ واضحہ یہ ہے کہ خود حدیث شریف میں اس کی تعلیل یوں ارشاد ہوئی کہ:

لا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ[2] خدا تعالٰی کے سوا کوئی بادشاہ ہی نہیں۔

ظاہر ہے کہ حصر اسی السید ھو اللہ و مولٰکم اللہ (سید اللہ تعالٰی ہی ہے اور تمھارا مولٰی اللہ تعالٰی ہے۔ت) کے قبیل سے ہے، ورنہ خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوا:

وقال الملكُ اِنّیٓ اَرٰی[3] — اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھیں۔

اور فرمایا:

وقال الملك ائتونی بہٖ[4] — اور بادشاہ بولا کہ انھیں میرے پاس لے آؤ۔

اور فرمایا:

ان الملوك اذا دخلوا قریۃ[5] — بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں۔

امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں اسی معنٰی کی طرف اشارہ کیا، حدیث انما الکرم قلب المؤمن (مومن کا دل کرم کا خزانہ ہے) کے نیچے فرماتے ہیں:

وقد قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما المفلس الذی یفلس یوم القیمۃ

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: صحیح معنٰی میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن

---

[1] جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ المنافقین امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۶۵

[2] صحیح مسلم کتاب الادب باب تحریم التسمی بملک الاملاک قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۸

[3] القرآن الکریم ۱۲/ ۴۳ [4] القرآن الکریم ۱۲/ ۵۰

[5] ؍؍ ۲۷/ ۳۴

كقوله انما الصرعة الذی يملك نفسه عند الغضب كقوله لا ملك الا الله فوصفه بانتهاء الملك ثم ذكر الملوك ايضا قال ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها[1] اھ

حالتِ افلاس میں ہو، جس طرح آپ کا یہ ارشادِ گرامی کہ حلیم و بُردبار وہ شخص ہے جو غیظ و غضب میں اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھے، اور اسی کے ہم مثل آپ کا یہ ارشاد بھی ہے "بادشاہت تو صرف اللہ کے لئے ہے" یہاں ذاتِ باری تک بادشاہت کی انتہا مانی گئی حالانکہ دوسروں کے لئے بھی بادشاہ ہونے کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ فرمایا: بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے اھ ۱۲م

وہابیہ خوارج اسی نکتۂ جلیلہ سے غافل ہو کر شرک و کفر میں پڑے کہ اللہ تعالٰی تو اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ[2] حکم تو اللہ ہی کا ہے، فرماتا ہے، مولٰی علی نے کیسے ابو موسٰی کو حکم فرمایا ــــ اللہ تعالٰی تو اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ[3] فرماتا ہے، مسلمانوں نے انبیاء و اولیاء سے کیسے استعانت کی ــــ اللہ تعالٰی تو قُلْ لَّا یَعْلَمُ الآیۃ[4] فرماتا ہے، اہلسنت نے کیسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے اطلاعِ غیوب مان لی ــــ اور اندھوں نے نہ دیکھا کہ وہی خدا تعالٰی فابعثوا حکما[5] ایک پنچ بھیجو ــــ اور تعاونوا علی البر والتقوٰی[6] اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو ــــ اور واستعینوا بالصبر والصلٰوۃ[7] اور صبر اور نماز سے مدد چاہو ــــ اور الا من ارتضٰی من رسول[8] سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے ــــ اور یجتبی من رسلہ من یشاء[9] چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے ــــ اور تلك من انباء الغیب نوحیھا الیك[10] یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں ــــ اور یؤمنون بالغیب[11] بے دیکھے ایمان لائے، وغیرہا فرمارہا ہے افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض[12] تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔ ۱۲م

---

[1] صحیح البخاری کتاب الادب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما الکرم قلب المؤمن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۱۳
[2] القرآن الکریم ۱۲/ ۴۰
[3] القرآن الکریم ۱/ ۴
[4] القرآن الکریم ۲۷/ ۶۵
[5] القرآن الکریم ۴/ ۳۵
[6] القرآن الکریم ۵/ ۲
[7] القرآن الکریم ۲/ ۴۵
[8] القرآن الکریم ۷۲/ ۲۷
[9] القرآن الکریم ۳/ ۱۷۹
[10] القرآن الکریم ۱۱/ ۴۹
[11] القرآن الکریم ۲/ ۳
[12] القرآن الکریم ۲/ ۸۵

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا، اس مقصد کی شرع کی نظیر واقعہ تحریمِ خمر ہے کہ ابتداء میں نقیر و مزفت، جرہ و حنتم یعنی مضبوط برتنوں میں نبیذ ڈالنے سے منع فرمایا تھا کہ تساہل نہ واقع ہو، جب اس کی حُرمت اور اس سے نفرت مسلمانوں کے دل میں جم گئی اور اس سے کامل تحفظ و احتیاط نے قلوب میں جگہ پائی، فرمایا:

ان ظرفا لایحل شیئا و لا یحرمہ[1] برتن کسی چیز کو حلال و حرام نہیں کرتا۔

بالجملہ ان اکابر ائمہ و علماء و اولیاء نے مقصود پر نظر فرما کر لفظ شاہنشاہ کا اطلاق فرمایا، اور جن کی نظر لفظ پر گئی منع بتایا کما نقلہ فی التتارخانیہ (جیسا کہ تتارخانیہ میں نقل کیا گیا ہے۔ت) دونوں فریق کے لئے ایک وجہ موجّہ ہے لکل وجہۃ ھو مولیہا[2] (ہر ایک کے لئے ایک جہت ہے وہ اس طرف پھریگا) اس کی نظیر واقعہ نمازِ ظہر یا عصر ہے کہ جب یہودی بنی قریظہ پر لشکر کشی فرمائی عسکر ظفر پیکر میں اس منادی کا حکم فرمایا کہ:

من کان سامعا مطیعا فلا یصلین العصر الا فی بنی قریظۃ۔ جو بات سُنتا اور حکم مانتا ہو وہ ہرگز عصر نہ پڑھے مگر آبادی بنی قریظہ میں۔

صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم رواں ہوئے، راہ میں وقتِ عصر ہوا، اس پر دو فرقے ہوگئے، بعض نے کہا لانصلی حتی ناتیہا ہم تو جب تک اس آبادی میں نہ پہنچ جائیں نماز نہ پڑھیں گے کہ ہمیں ارشاد فرمادیا ہے کہ نماز وہیں پہنچ کر پڑھنا، بعض نے کہا بل نصلی لم یرد منا ذٰلک بلکہ ہم نماز راہ ہی میں پڑھ لیں گے، ارشاد سے مقصود جلدی تھی نہ یہ کہ نماز قضا کردی جائے، غرض کچھ نے نماز راہ میں پڑھ لی اور جاملے، کچھ نے نہ پڑھی، یہاں تک کہ عشاء کے وقت وہاں پہنچے، دونوں فریق کا حال بارگاہِ اقدس میں معروض ہوا، ولم یعنف واحدا منہم حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان میں سے کسی پر اعتراض نہ فرمایا۔[3] رواہ الائمۃ منہم الشیخان عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما (اس کو ائمہ حدیث خصوصاً شیخین نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب النہی عن الانتباذ فی الحنتم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۶۷

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۴۸

[3] صحیح البخاری ابواب صلٰوۃ الخوف باب صلٰوۃ الطالب والمطلوب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۹

علماء فرماتے ہیں ایک فریق نے مقصود پر نظر کی اور دوسرے نے لفظ کو دیکھا۔

اقول یعنی اور اس پر عمل خلافِ مقصود نہ تھا بخلاف جمود ظاہریہ کہ مقصود سے یکسر دور پڑتا، اور احکامِ شرعیہ کو معاذ اللہ محض بے معنی ٹھہراتا ہے، کما ھو مَعْھُوْدٌ مِن دابھم (جیسا کہ ان کی عادت معروف ہے۔ ت) لہٰذا فریقین میں کسی پر ملامت نہ فرمائی، یہی حال یہاں ہے۔

ثانیاً اسے یوں بھی تحریر کرسکتے ہیں کہ مانعین نے ظاہر نہی پر نظر کی کہ اس میں اصل تحریم ہے اور اطلاق کرنے والوں نے دیکھا کہ لفظ ارادۃً و افادۃً ہر طرح شناعت سے پاک ہے تو نہی صرف تنزیہی ہے کہ منافیِ جواز و اباحت نہیں، جس طرح حدیث میں ارشاد ہوا:

لَا یَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّیْ۔[۱] غلام اپنے آقا کو اپنا رب نہ کہے۔

اور فرمایا:

لَا یَقُلْ اَحَدُکُمْ اَسْقِ رَبَّکَ اَطْعِمْ رَبَّکَ وَضِّیْ رَبَّکَ وَ لَا یَقُلْ اَحَدُکُمْ رَبِّیْ۔[۲] تم میں سے کوئی نہ کہے کہ اپنے رب کو پانی پلا، اپنے رب کو کھانا کھلا، اپنے رب کو وضو کرا، اور نہ کوئی کسی کو اپنا رب کہے۔

اور علماء نے تصریح فرمائی کہ یہ نہی صرف تنزیہی ہے، امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی شرح صحیح مسلم شریف میں اسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں:

النھی للادب وکراھۃ التنزیہ لا للتحریم۔[۳] ممانعت بطور ادب ہے، اور کراہت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔

امام بخاری اپنی صحیح میں فرماتے ہیں:

باب کراھۃ التطاول علی الرقیق و قولہ عبدی و اَمتی و قال اللہ تعالٰی والصالحین من عبادکم و امائکم و قال عبدا یہ باب ہے اس بارے میں کہ غلام پر زیادتی مکروہ ہے اور آقا کے اس قول کے سلسلہ میں کہ میرا عبد اور میری باندی ہے۔ اور اللہ عزّوجل کا یہ ارشاد "اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا"

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الالفاظ باب حکم اطلاق لفظۃ العبد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۸
[۲] " " " " " " " " ۲/ ۲۳۸
[۳] شرح صحیح مسلم للنووی " " " " " " ۲/ ۲۳۸

مملوکا واذکرنی عند ربك ای عند سیدك[1]

اور فرمایا: عبدِ مملوک اور مجھے اپنے رب یعنی اپنے آقا کے پاس یاد کرو۔ ۱۲م

امام عینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ذکر ھذا کلہ دلیلا لجواز ان یقول عبدی و امتی وان النھی الذی ورد فی الحدیث عن قول الرجل عبدی و امتی وعن قولہ اسق ربك ونحوہ للتنزیہ لا للتحریم[2]

یہ تمام باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ (مملوک اور مملوکہ) کو "عبدی" اور "اَمتی" (میرا بندہ میری باندی) کہنا جائز ہے، اور احادیثِ کریمہ میں جو یہ وارد ہے کہ کوئی آدمی "عبدی" (میرا عبد) اور اَمتی (میری باندی) نہ کہے، یونہی "اپنے رب کو پانی پلا" نہ کہے یا اس قسم کی دیگر ممانعت تو یہ تحریم کے لئے نہیں بلکہ تنزیہہ کے لئے ہے۔ ۱۲م

امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری شریف میں فرماتے ہیں:

فان قلت قد قال تعالٰی اذکرنی عند ربك وارجع الی ربك اجیب بانہ ورد لبیان الجواز والنھی للادب والتنزیہ دون التحریم[3]

اگر یہ اعتراض ہو کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے "مجھے اپنے رب کے پاس یاد کرو" "اور اپنے رب کی طرف لوٹو" تو جواب یہ ہوگا کہ یہ بیانِ جواز کے لئے ہے اور نہی تحریم کے لئے نہیں بلکہ تادیباً اور تنزیہاً ہے ۱۲م

ثالثاً مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل زبورِ مقدس میں فرماتا ہے:

اِمْتَلَأَتِ الْاَرْضُ مِنْ تَحْمِیْدِ اَحْمَدَ وَتَقْدِیْسِہٖ وَمَلَكَ الْاَرْضَ وَرِقَابَ الْاُمَمِ[4]

زمین بھر گئی احمد صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی حمد اور اس کی پاکی کے بیان سے، احمد مالک ہوا تمام زمین اور سب اُمتوں کی گردنوں کا۔ صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب العتق باب کراہیۃ التطاول علی الرقیق الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۴۶

[2] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری " " " " " " ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۱۳/۱۱۰

[3] ارشاد الساری " " " " " دار الکتاب بیروت ۴/۳۲۴

[4] تحفہ اثنا عشریہ باب ششم در بحث نبوت وایمان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹

امام احمد مسند، اور عبد اللہ بن احمد زوائد مسند، اور امام طحاوی شرح معانی الآثار، اور امام بغوی و ابن السکن و ابن ابی عاصم و ابن شاہین، و ابن ابی خیثمہ و ابو یعلےٰ بطریق عذیدہ حضرت اعشیٰ مازنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی کہ وہ خدمتِ اقدس حضور پر نور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فریادی آئے اور اپنی عرضی حضور میں گزاردی جس کی ابتداء یہ تھی:

یَامَالِكَ النَّاسِ وَدَیَّانَ الْعَرَبِ۔ اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب کے جزا و سزا دینے والے!

مسند احمد و شرح معانی الآثار میں مَالِكُ النَّاسِ[1] ہے اور زوائد مسند نیز ثلثہ متصلہ کی روایت سے بعض نسخ میں یَامَلِكَ النَّاسِ وَدَیَّانُ الْعَرَبِ[2] یعنی اے تمام آدمیوں کے بادشاہ اور عرب کے جزاء دہندہ، صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی فریاد کو سُن کر حاجت روائی فرمائی۔ پُر ظاہر کہ آدمیوں اور اُمتوں میں سلاطین وغیر سلاطین سب داخل ہیں۔ جب حضور تمام آدمیوں کے مالک، تمام آدمیوں کے بادشاہ، تمام امتوں کی گردنوں کے مالک ہیں تو بلا شُبہہ تمام بادشاہوں کے بھی مالک، تمام سلاطین کے بھی بادشاہ، تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہوئے۔ مَلِكُ النَّاسِ کا نسخہ تو عین مدعا ہے اور مَالِكُ النَّاسِ اس سے بھی اعظم واعلیٰ ہے کہ بادشاہ لوگوں پر حاکم ہوتا ہے اُن کی گردنوں کا مالک نہیں ہوتا۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بحکمِ آیت وحدیثِ جلیل تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہیں، وللہ الحمد۔

زمخشری مُعتزلی نے کشاف سُورۂ ہود میں زیر قولہ تعالیٰ وانت احکم الحاکمین اقضی القضاۃ پر اعتراض کیا۔ امام ابن المنیر سُنّی نے انتصاف میں اس کا رَد فرمایا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا: اقضاکم علی[3] (علی رضی اللہ عنہ تم سب سے زیادہ فیصلے کرنے والے ہیں۔) اس سے جواز ثابت

---

[1] مسند احمد بن حنبل از مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۰۱
شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الشعر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۱۰
[2] مسند ابویعلیٰ حدیث ۶۸۲۶ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۶/ ۲۳۰
مجمع الزوائد بحوالہ عبد اللہ بن احمد، کتاب النکاح ۴/ ۳۳۱ و کتاب الادب باب جواز الشعر الخ ۸/ ۱۲۷
[3] فیض القدیر بحوالہ ابن المنیر تحت حدیث ۳۰۳ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۲۰

ہوتا ہے، یعنی جب اَقضٰی کی اضافت سب کی طرف ہے اور اس میں قُضاۃ بھی داخل، تو اَقْضَاکُمْ سے اقضی القضاۃ بھی حاصل۔ ظاہر ہے کہ اَقضٰکُمْ عموم میں مَالِكُ النَّاسِ و مَلِكُ النَّاسِ و مَالِكُ رِقَابِ الْاُمَمِ کے برابر نہیں کہ وہ بظاہر عرف مخاطبین سے خاص ہے، تو ان الفاظ کریمہ سے مالک الملوک و ملک الملوک و مالک رقاب الملوک و شہنشاہ بدرجۂ اولٰے ثابت، پس آیت و حدیث میں ان ارشاداتِ عالیہ کا آنا دلیل روشن ہے کہ نہی صرف اسی طور پر ہے جیسے مولٰی و سید کہنے سے منع فرمایا حالانکہ قرآن و حدیث خود ان کا اطلاق فرما رہے ہیں وللہ الحمد۔

رابعًا اگر یہاں کوئی حدیث دربارۂ نہی ثابت بھی ہو تو کلام مذکور اس کے لئے کافی و وافی ہے۔ نظر دقت میں یہاں ایک حدیث ابن النجار ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سمع رجلاً یقول شاھان شاہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اَللّٰہُ مَلِكُ الْمُلُوْكِ[1] یعنی ایک شخص نے دوسرے کو پکارا: اے شاہانِ شاہ۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سُن کر فرمایا: شاہانِ شاہ اللہ ہے۔

اس کی تو صحت بھی ثابت نہیں۔

رہی حدیثِ جلیل صحیح ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی کہ صحیحین و سُنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں مروی:

اختع الاسماء عند اللہ یوم القیٰمۃ رجل تسمّٰی مَلِكُ الْاَمْلَاكِ[2] روزِ قیامت اللہ تعالٰی کے نزدیک سب ناموں میں زیادہ ذلیل و خوار وہ شخص ہے جس نے اپنا نام ملک الاملاک رکھا۔

یہ بداہۃً طالبِ تاویل ہے کہ وہ شخص خود نام نہیں، اور اس روایت کے لفظ یہ ہیں کہ وہ شخص سب سے بُرا نام ہے۔ علماء نے اس میں دو تاویلیں فرمائیں:

---

[1] کنز العمال بحوالہ ابن النجار حدیث ۴۵۹۹۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۵۹۶

[2] صحیح البخاری کتاب الادب باب ابغض الاسماء الی اللہ تعالٰی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۱۶

سنن ابی داؤد ؍؍ باب فی تغییر اسم القبیح آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۲

جامع الترمذی ؍؍ باب ما یکرہ من الاسماء امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۷

صحیح مسلم کتاب الالفاظ باب تحریم بملک الاملاک قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۸

ایک یہ کہ مجازاً نام سے ذات مراد ہے، یعنی روزِ قیامت اللہ تعالٰی کے نزدیک سب آدمیوں سے بدتر وہ شخص ہے جس نے اپنا یہ نام رکھا۔

دوسری یہ کہ خبر میں حذفِ مضاف ہے، یعنی اللہ تعالٰی کے نزدیک روزِ قیامت سب ناموں سے بدتر یہ نام ہے۔

مصابیح واشعۃ اللمعات وسراج المنیر شرح جامع صغیر میں تاویلِ ثانی ذکر کی۔ امام قرطبی نے مفہم اور امام نووی نے منہاج، اور علامہ حفنی نے حواشی جامع صغیر میں اوّل پر جزم و اختصار کیا۔

فیض القدیر میں قرطبی سے ہے:

المراد بالاسم المسمّٰی بدلیل روایۃ اغیظ رجل واخبثہ[1]

نام سے ذات مراد ہے کیونکہ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں "آدمیوں میں سب سے بدتر اور خبیث" ۱۲م

شرح امام نووی میں ہے:

قالوا معناہ اشد ذلًّا وصغارًا یوم القیامۃ والمراد صاحب الاسم وتدل علیہ الروایۃ الثانیۃ اغیظ رجل[2]

علماء نے فرمایا اس کا معنٰی یہ ہے قیامت کے دن سب سے زیادہ ذلیل وحقیر، اور اس سے مراد مسمّٰی ہے جیسا کہ دوسری روایت میں اغیظُ رجلٍ (لوگوں میں سب سے بدتر) کا لفظ بتارہا ہے ۱۲م۔

حواشی حفنی میں ہے:

اخنع الاسماء ای مسمّی الاسماء بدلیل قولہ رجلٌ لانہ المسمّٰی لا الاسم[3]

ناموں میں سب سے زیادہ ذلیل یعنی نام والا رہیں سب سے زیادہ ذلیل، کیونکہ ایک روایت میں رجلٌ "(آدمی)" کا لفظ آیا ہے اور آدمی مسمّٰی ہے نہ کہ اسم، ۱۲م۔

علامہ طیبی نے شرح مشکوٰۃ، پھر علامہ قسطلانی نے شرح بخاری، پھر علامہ مناوی نے فیض القدیر

---

[1] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۳۰۳ دار المعرفۃ بیروت ۱/۲۲۰

[2] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب الالفاظ باب تحریم التسمّی بملک الاملاک قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۰۸

[3] حواشی الحفنی علی الجامع الصغیر مع السراج المنیر المطبعۃ الازہریۃ المصریۃ مصر ۱/۶۸

پھر تیسیر شرح جامع صغیر اور علامہ طاہر نے مجمع البحار، اور علامہ قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں دونوں ذکر فرمائیں، طیبی پھر ارشاد الساری پھر فیض القدیر نے اشارہ کیا کہ تاویلِ اوّل ابلغ ہے۔

حیث قال اَغنیٰ الطیبی یمکن ان یراد بالاسم المسمّٰی ای اخنع الرجال کقولہ سبحانہ وتعالٰی سبح اسم ربك الاعلٰی وفیہ مبالغۃ لانہ اذا قدّس اسمہ عمّا لایلیق بذاتہ فذاتہٗ بالتقدیس اُولٰی واذاکان الاسم محکوما علیہ بالصغار والھوان فکیف المسمّٰی بہٖ[1] اھ نقلہ فی فیض القدیر ونحوہٗ فی الارشاد۔

چنانچہ طیبی نے کہا یہاں اسم سے مسمّٰی مراد لیا جاسکتا ہے، یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ ذلیل وپست' جیسا کہ اللہ عزوجل کا یہ ارشاد "اپنے رب اکبر کے نام کی پاکی بولو" اور اس میں مبالغہ ہے کیونکہ جب نامناسب چیزوں سے اسم الٰہی کی تقدیس ضروری ہے تو خود ذاتِ باری تقدیس کی کتنی مستحق ہوگی، لہذا جب (ملک الملوک جیسے) نام پر ذلت (حقارت) کا حکم ہے تو اس کے مسمّٰی کا کیا حال ہوگا۔ ۱۲م

مرقاۃ نے تصریح کی کہ یہی تاویل بہتر ہے۔

حیث قال بعد نقلہ نحوما مرعن الفیض ومثل مافی الارشاد ما نصّہٗ وھذا التاویل ابلغ واولٰی لانّہ موافق لروایۃ اغیظ رجل[2] اھ۔

چنانچہ فیض القدیر کی مذکورہ عبارت کے ہم معنی اور عبارت ارشاد کے ہم مثل ایک عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا یہ تاویل بلیغ تر اور سب سے بہتر ہے کیونکہ یہ اس روایت کے مطابق ہے جس میں ایسے نام رکھنے والوں کو سب سے زیادہ خبیث بتایا۔ ۱۲م

بلکہ تاویل دوم پر افعل التفضیل اس کے غیر پر صادق آئے گا کہ بلاشبہہ ملک الاملاک نام رکھنے سے اللہ یا رحمٰن نام رکھنا بدرجہا بدتر وخبیث تر ہے۔ ابو العتاہیہ شاعر کی نسبت منقول ہوا کہ اس کی دو بیٹیاں تھیں: ایک کا نام اللہ اور دوسری کا نام رحمٰن۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ پھر اس نے اس سے توبہ کرلی تھی۔ فیض القدیر علامہ مناوی میں ہے:

---

[1] شرح الطیبی علی مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب باب الاسماء ادارۃ القرآن کراچی ۹/ ۶۸

[2] مرقاۃ المفاتیح " المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۱۶

من العجائب التی لاتخطر بالبال ما نقله ابن بزیزۃ عن بعض شیوخه ان اباالعتاهیة کان له ابنتان تسمی احدٰیهما الله والاخرٰی الرحمٰن وهذا من عظیم القبائح وقیل انه تاب[1]

ابن بزیزہ نے اپنے بعض مشائخ سے ایک ایسی تعجب خیز بات نقل کی ہے جس کا دل میں خطرہ بھی نہیں گزرتا، وہ یہ کہ ابوالعتاہیہ کے دو بیٹیاں تھیں، ایک کا نام اللہ اور دوسری کا نام رحمٰن رکھا تھا۔ اور یہ تو بڑی ہی قبیح بات ہے اور ایک قول کے مطابق وہ اس سے تائب ہوگیا تھا ۱۲م

اور قاطع ہر کلام یہ کہ حدیث کی تفسیر کرنے والا خود حدیث سے بہتر کون ہوگا، یہی حدیث صحیح مسلم شریف کی دوسری روایت میں ان لفظوں سے ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اغیظ رجل علی الله یوم — قیامت کے دن سب سے زیادہ خدا کے غضب

عہ تبعنا فیه الشراح وقد اضطربوا فی تاویل قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم اغیظ رجل علی الله اضطرابًا کثیرا وحاملهم علیه ان ظاهرا لمغیظ کون اشد تغیظا علی الله فیکون الغیظ صادرًا منه و متعلقًا به تعالٰی وهوخلاف عن المقصود فان المراد بیان شدۃ غضب الله تعالٰی علیه وهذا معنی ماقال الطیبی ان علٰی هٰهنا لیست بصلة لاغیظ کمایقال اغتاظ علٰی

حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے ارشاد " اغیظ رجل علی اللہ " کی تاویل میں ہم نے شارحین حضرات کو بہت مضطرب پایا، اس تاویل پر ان کو آمادگی اس لئے ہوئی کہ حدیث کے ظاہر الفاظ میں وہ شخص اللہ تعالٰے پر شدید غیظ والا ہے، تو غیظ بندے سے صادر ہو کر اللہ تعالٰے سے متعلق ہوگا حالانکہ یہ خلافِ مقصود ہے کیونکہ مقصد تو یہ بیان کرنا ہے کہ اللہ تعالٰے کا شدید غضب اس شخص پر ہوگا۔ اور طیبی رحمہ اللہ تعالٰے کے قول کا بھی یہی معنٰی ہے کہ " علی " یہاں پر " اغیظ " کا صلہ نہیں ہے جیسے کہ اغتاظ علی

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۳۰۲ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۲۲۰

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

صاحبه ویغیظ علیه وهو مغیظ محنق لان المعنی یاباه کما لایخفی ثم اخذ فی التاویل فقال ولکن بیان کانه لما قیل اغیظ رجل قیل علی من؟ قیل علی الله[1] اھ۔ وانت تعلم انه لم یأت بشیئ وانما جعله صلة الاغیظ کما کان وقال القاضی الامام اسم تفضیل بنی للمفعول[2] اھ اقول وانت تعلم انه خلاف الاصل ثم بهذا التاویل لما صار الغیظ مضافا الی الله تعالی وهو محال منه لانه غضب العاجز عن الانتقام کما فی المرقاة احتاجوا الی تاویله بانه مجاز عن عقوبته کما فی النهایة والطیبی والمرقاة ثم بعد هذا الکل لم یتضح کلمة علی فالتجأ القاری الی انه علی حذف مضاف ای بناء علی حکمه تعالی[3] اھ اقول ولا یخفی علیك ما فیه

صاحبہ" اور "یغیظ علیہ" میں صلہ بن رہا ہے کیونکہ "علی" کا "اغیظ" کے لئے صلہ ہونا معنیٰ کے خلاف ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ طیبی نے یہ بیان کرنے کے بعد تاویل شروع کی، گویا بیان یوں ہے کہ جب "اغیظ رجل" کہا گیا تو سوال ہوا کہ کس پر، تو جواب میں کہا گیا اللہ پر اھ۔ حالانکہ آپ پر واضح ہے کہ یہ تاویل بے مقصد ہے اور "علی" ویسے ہی "اغیظ" کا صلہ رہا ہے۔ اور قاضی نے تاویل میں فرمایا کہ اغیظ اسم تفضیل مفعول کے معنیٰ میں ہے اھ اقول (میں کہتا ہوں) آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ بھی خلاف اصل ہے نیز یہ کہ جب غیظ کی اضافت اللہ تعالٰی کی طرف ہوئی تو اللہ تعالٰی کے لئے یہ معنیٰ محال ہے کیونکہ یہ انتقام سے عاجز والا غضب ہے (جبکہ اللہ تعالٰی عجز سے پاک ہے) جیسا کہ مرقاۃ میں ہے سب اس کی تاویل پر ہیں کہ یہ کلام اس شخص پر اللہ تعالٰی کے عقاب و عذاب سے مجاز ہے جیسا کہ نہایہ، طیبی، مرقاۃ

(باقی برصفحہ آئندہ)

[1] شرح الطیبی کتاب الادب باب الاسلامی حدیث ۴۷۵۵ ادارة القرآن کراچی ۹/۶۸ و ۶۹

[2] مرقاة المفاتیح بحوالہ القاضی کتاب الادب " " المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/۵۱۶

[3] " " " " " " " " ۸/۵۱۵

4 4

رجل کان یسمّٰی ملک الاملاک لامالک الا اللّٰہ۔[1]

خدا کا مبغوض وہ شخص ہے جس کا نام ملک الاملاک کہا جاتا تھا، بادشاہ کوئی نہیں خدا تعالٰی کے سوا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

من البعد الشدید و بالجملۃ رجع الکلام علٰی تاویلھم الی ان اشد الناس مغضوبیۃ بناءً علٰی حکم اللّٰہ تعالٰی و انا اقول و باللّٰہ التوفیق ان جعلنا الغیظ وھو غضب العاجز صادرًا عن الرجل وعلٰی صلۃ لہ تخلصنا عن ذٰلک کلہ ولا نسلم اباء المعنٰی فان المجرم المعذب الکافر بعظمۃ الملک ونعمتہ لابدلہ من التغیظ علی الملک عند حلول نقمتہ بہ وکلما کان اشد عذابًا کان اشد تغیظا والتھابا فکان کنایۃ عن انہ اشد الناس عذابًا وناسب ذکرہ بھذا الوجہ اشارۃ الی کونہ متکبرا علٰی ربہ منازعالہ فی کبریائہ فاذا احس مس العذاب جعل یتغیظ علٰی من لایقدرعلیہ ولایستطیع الفرار منہ وقد کان یزعم مساواۃ فی العظمۃ والاقتدار فمن یقدر قدر تغیظہ الا الواحد القہار والعیاذ باللّٰہ العزیز الغفار۔ واللّٰہ سبحانہ وتعالٰی اعلم ۱۲ منہ عفی عنہ۔

میں ہے لیکن اس کے باوجود کلمہ "علی" کی وضاحت نہ ہوسکی اس لئے ملا علی قاری لفظ "اللّٰہ" سے قبل مضاف مقدر ماننے پر مجبور ہوئے یعنی اغیظ رجل علٰی حکم اللّٰہ تعالٰی اھ اقول (میں کہتا ہوں) تجھ پر مخفی نہیں ہے کہ اس تاویل میں شدید بُعد ہے، خلاصہ یہ کہ ان حضرات کی تاویل کا ماحاصل یہ ہے کہ وہ شخص اللہ تعالٰی کے حکم پر لوگوں میں سے شدید مغضوب ہوگا حالانکہ میں کہتا ہوں اللہ تعالٰی کی توفیق سے بلکہ ہم غیظ کو عاجز کا غضب قرار دے کر اس کا صدور شخص مذکور سے بتائیں تو ہم تمام اعتراض سے بچ جائیں گے اور اس معنی کا انکار ہمارے لئے قابل قبول نہ ہوگا کیونکہ عذاب میں مبتلا ہونیوالے اللہ تعالٰی کی عظمت ونعمت کے منکر شخص کو لازماً اپنے ملک ہونے کی بنا پر عذاب کی وجہ سے غصہ آئیگا، اور جیسے جیسے عذاب کی شدت ہوگی اس کے غصے میں شدت آئیگی تو یہ تمام لوگوں سے بڑھ کر عذاب سے کنایہ ہے۔ اس انداز سے اسکے ذکر کی مناسبت میں اپنے رب تعالٰی پر تکبر اور اس کی کبریائی میں مقابل بننے کی طرف اشارہ ہے۔ تو جب اسکو عذاب ہوگا تو اپنے گمان میں اللہ تعالٰی کی عظمت و اقتدار میں مساوی ہونے کے باوجود عذاب سے خلاصی میں اپنی بے بسی پر غیظ میں آئیگا، تو اس کے غیظ کی مقدار کو اللہ تعالٰی کے بغیر کوئی نہ جان سکے گا، والعیاذ باللہ تعالٰی۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم (ت)

[1] شرح مسلم کتاب الالفاظ باب تحریم التسمّی بملک الاملاک قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۸

بالجملہ حدیث حکم فرمارہی ہے کہ اس نام والا روزِ قیامت تمام جہان سے زیادہ خدا تعالٰی کے غضب وعذاب میں ہے۔ امام قاضی عیاض نے فرمایا: ای اکبر من یغضب علیہ[1] یعنی سب سے بڑھ کر جس پر غضبِ الٰہی ہوگا۔ علامہ طیبی نے کہا: یعذب بہٖ اشد العذاب اللہ تعالٰی اسے سخت تر عذاب فرمائے گا۔ نقلھما فی المرقاۃ[2] (انھیں مرقاۃ میں نقل کیا گیا ہے۔ ت) اور شک نہیں کہ سب سے سخت تر عذاب وغضب نہ ہوگا مگر کافر پر، اور "ملک الاملاک" نام رکھنا بالاجماع کفر نہیں ہوسکتا، جب تک استغراق حقیقی مراد نہ لے۔ تو حاصلِ حدیث یہ نکلا کہ جس شخص نے بدعوئ الوہیت و خدائی اپنا نام ملک الاملاک رکھا اس پر سب سے زیادہ سخت عذاب وغضب ربّ الارباب ہے، اور یہ قطعاً حق ہے اور اسے مانحن فیہ سے علاقہ نہیں۔ کما لایخفٰی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)

خامسًا اس معنٰی حق حقیقت سے جس میں وہ نام رکھنے والا ضرور صفتِ خاص ربّ العزت بلکہ الوہیت سے بھی بڑھ کر منزلت کا مدعی قطعاً مستحقِ اشد العذاب الابدی ہے۔ تنزّل لیجئے تو علماء نے سببِ نہی یہ بتایا ہے کہ اس نام سے اس کا متکبّر ہونا پیدا ہے۔ شرح مشکوٰۃ علامہ طیبی میں ہے:

المالک الحقیقی لیس الاھو ومالکیۃ الغیر مستردۃ الی مالک الملوک فمن تسمی بھذا الاسم نازع اللہ سبحنہ فی رداء کبریائہ واستنکف ان یکون عبداللہ لان وصف المالکیۃ مختص باللہ تعالٰی لایتجاوزہ والملوکیۃ بالعبد لایتجاوزہ فمن تعدّی طورہٗ فلہٗ فی الدنیا الخزی والعارُ فی الاٰخرۃ الالقاء فی النار[3]

مالک حقیقی تو صرف وہی ذات ہے اور دوسروں کی بادشاہت وملکیت اسی شہنشاہ کی رہینِ منّت تو جس نے "ملک الملوک" اپنا نام رکھا تو اس نے کبریائی کی چادر میں اللہ سے منازعت مول لی اور اپنے کو بندۂ خدا ہونے سے تکبّر کیا، کیونکہ مالک ہونا ایک ایسا وصف ہے جو ذاتِ باری کے ساتھ خاص ہے، دوسروں میں یہ پایا نہیں جا سکتا، یونہی مملوک ہونا یہ بندوں کے ساتھ خاص ہے ان سے متجاوز نہیں ہوسکتا، تو جو اس دائرۂ کار سے آگے بڑھ گیا وہ دنیا میں رسوا اور ذلیل اور آخرت میں عذابِ نار کا سزاوار ہے۔ ۱۲م

---

[1] مرقات المفاتیح بحوالہ القاضی کتاب الادب باب الاسامی تحت حدیث ۵۵۷۴ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/۵۱۶
[2] " " " " " " الطیبی " " " " " ۸/۵۱۷
[3] شرح الطیبی علی المشکوٰۃ " " " " ادارۃ القرآن کراچی ۹/۵

مرقاۃ میں ہے :

الملك الحقیقی لیس الا ھو وملکیۃ غیرہ مستعارۃ فمن سمی بھذا الاسم نازع اللہ بردائه وکبریائه ولما استنکف ان یکون عبد اللہ جُعِلَ له الخزی علٰی رؤس الاشھاد[1]

مالک حقیقی تو وہی ذات ہے اور دوسروں کی ملکیت عارضی، لہذا جس نے اس نام "ملک الملوک" سے اپنا نام رکھا، اس نے ردائے الٰہی اور اس کی کبریائی سے منازعت کی، اور جب اس نے بندۂ خدا ہونے سے تکبر کیا تو علی الاعلان ذلت و رسوائی اس کے لئے مقرر کردی گئی۔ ۱۲م

تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے :

لا مالك لجمیع الخلائق الا اللہ ومالکیۃ الغیر مستردۃ الٰی ملك الملوك فمن تسمّٰی بذٰلك نازعَ اللہ فی رداء کبریائه واستنکف ان یکون عبد اللہ[2]

مخلوقات کا مالک تو صرف اللہ ہے، اور غیر کا مالک ہونا اسی شہنشاہ کا صدقہ ہے تو جس نے یہ (ملک الملوک) نام رکھا تو اس نے اللہ عزوجل سے اس کی کبریائی کی چادر مول لی اور بندۂ الٰہی ہونے سے تکبر کیا۔ ۱۲م

بعینہٖ یوں ہی سراج المنیر میں ہے :

من قوله فمن تسمّٰی بذٰلك[3] الخ۔

ارشاد الساری میں ہے :

المالك الحقیقی لیس الا ھو مثل ما مر عن الطیبی الٰی قوله استنکف ان یکون عبد اللہ وزاد فیکون له الخزی والنکال[4]

مالک حقیقی تو صرف وہی ذات ہے استنکف ان یکون عبد اللہ (اللہ کا بندہ ہونے سے تکبر کیا) تک مِن وعَن طیبی کے قول کی طرح، البتہ اس میں یکون له الخ کا لفظ زائد ہے یعنی اس کیلئے ذلت رسوائی ۱۲م

---

[1] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب الاسامی تحت حدیث ۴۷۵۵ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۱۵

[2] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۳۰۲ اخنع الاسماء عند اللہ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۵۱، ۵۲

[3] السراج المنیر " " " " " " " المطبعۃ الازہریۃ المصریۃ مصر ۱/ ۶۸

[4] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب الادب باب ابغض الاسماء الی اللہ دار الکتاب العربی بیروت ۹/ ۱۱۶-۱۱۷

ان سب عبارات کا حاصل یہ کہ علتِ نہی ہے کہ اس نے تکبّر کیا، اور اللہ تعالٰی کا بندہ بننے سے نفرت کی، اِن کلمات کو اگر ان کی حقیقت پر پرکھئے جب تو وہی وجہ سابق ہے کہ حدیث اسی کی نسبت ہے جو حقیقی اصلی شاہنشہی یعنی الوہیت کا مدعی اور عبدیت سے منکر ہو ورنہ تم از تم اس قدر ضرور کہ علتِ منع تکبّر بتاتے ہیں، تو ممانعت خود اپنے آپ شہنشاہ کہنے سے ہُوئی کہ اپنی تعظیم کی اور اپنے آپ کو بڑا جانا، دوسرے نے اگر معظم دینی کی تعظیم کی اسے خدا تعالٰی کے بڑا کہنے سے بڑا جاننا تو اسے تکبر سے کیا علاقہ۔ اب یہ حدیث اس طریق کی طرف راجع ہُوئی کہ آقا کو منع فرمایا کہ اپنے غلام کو اپنا بندہ نہ کہے حالانکہ قرآن وحدیث واقوال جمیع علمائے امت میں واقع ہے۔ قال اللہ تبارک وتعالٰی:

والصالحین من عبادکم [1]	اور اپنے لائق بندوں۔

وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم:

لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فرسہ صدقۃ۔ [2]	مسلمان کے عبد (غلام) اور گھوڑے میں صدقہ نہیں۔

اس مسئلے کی تحقیق فتاوائے فقیر میں بحمد اللہ تعالٰی بروجہ اتم ہے، امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

قال فی مصابیح الجامع ساق المؤلف فی الباب قولہ تعالٰی والصالحین من عبادکم وامائکم، وقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قوموا الی سیدکم تنبیھًا علٰی ان النھی انما جاء متوجھًا علٰی جانب السیّد اذھو فی مظنۃ الاستطالۃ وانّ قول الغیر ھذا عبد زید	مصابیح الجامع میں فرمایا کہ مؤلف کا باب کی مناسبت سے اللہ عزّوجل کا یہ ارشاد "اپنے لائق بندوں اور کنیزوں"، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول "اپنے سردار کے لئے کھڑے ہوجاؤ" پیش کرنا اس بات پر تنبیہ کے لئے ہے کہ ممانعت خود ذاتِ سیّد کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے، کیونکہ یہ کبر کی جا ہے۔ رہا کسی غیر کا یہ کہنا "یہ زید کا عبد (غلام)

---

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۳۲

[2] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۱۶

سنن ابی داؤد 〃 باب صدقۃ الرقیق آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۲۵

سنن ابن ماجہ ابواب الزکوٰۃ باب صدقۃ الخیل والرقیق ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۱

وھذہ امۃ خالد جائز لانہ یقولہ اخبارا وتعریفا ولیس فی مظنۃ الاستطالۃ والاٰیۃ والحدیث مما یؤید ھذا الفرق[1]

ہے، "یہ خالد کی باندی ہے" تو یہ جائز ہے کیونکہ اس قول سے مقصود خبر دینا اور تعریف کرنا ہے، یہاں کبر و نخوت کی کوئی جگہ نہیں۔ آیت کریمہ اور حدیث پاک سے بھی اسی فرق کی تائید ہوتی ہے ۱۲م

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے،

المعنی فی ذٰلک کلہ راجع الی البراءۃ من الکبر[2] یہ معنی کبر و نخوت سے برارت کے لئے ہے ۱۲م

شرح السنۃ امام بغوی پھر مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے:

معنی ھذا راجع الی براءۃ من الکبر والتزام الذل والخضوع[3]

یہ تمامی تاویلات کبر اور ذلت وخواری کے التزام سے برارت کے لئے ہے۔ ۱۲م

ان سب عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ ساری ممانعتیں تکبر سے بچنے کے لئے ہیں، اور یہ کہ تکبر خود اپنے کہنے میں ہوسکتا ہے دوسرے کو کہنے میں تکبر کا کیا محل، پھر اپنے آپ کو کہنے میں بھی حقیقۃً حکم نیت پر دائر ہوگا، اگر بوجہ تعلّی وتکبر ہے قطعاً حرام، ورنہ نہیں،

فانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی[4]

اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے کیا۔

اس کی نظیر یہی کہ اپنے غلام کو "اے میرے بندے" کہنا یہ بہ نیتِ تکبر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔

امام نووی پھر امام عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

المراد بالنھی من استعملہ علی جھۃ التعاظم لامن

ممانعت سے مراد اس خاص صورت میں ممانعت ہے جب اسے بڑائی بیان کرنے کے لئے استعمال

---

[1] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب العتق باب کراہیۃ التطاول علی الرقیق دار الکتاب العربی بیروت ۴/ ۳۲۴

[2] عمدۃ القاری شرح " " " " " ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۱۳/ ۱۱۰

[3] شرح السنۃ للبغوی باب یقول العبد بما لکہ الخ تحت حدیث ۳۳۸۱ المکتب الاسلامی بیروت ۱۲/ ۳۵۱

مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الادب باب الاسامی حدیث ۴۷۶۰ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۲۰

[4] صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲

مرادہ التعریف[1] | کرے اور جس کی مراد دوسرے کی تعریف ہو اس کے لئے ممانعت نہیں۔ ۱۲م

مرقاۃ میں ہے:

ولذا قیل فی کراھۃ ھذہ الاسماء ھو ان یقول ذٰلک علی طریق التطاول علی الرفیق والتحقیر لشانہ والا فقد جاء بہ القراٰن قال اللّٰہ تعالٰی والصالحین من عبادکم وامائکم وقال اذکرنی عند ربک[2]

اس وجہ سے بعض علماء نے کہا ایسا نام رکھنا اس وقت مکروہ ہے جب کہنے والے کا مقصد غلام پر فخر کرنا اور اس کی شان کی حقارت ظاہر کرنا ہو ورنہ خود قرآن ناطق ہے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا" اور فرماتا ہے "اور اپنے آقا کے پاس ہمیں یاد کرو۔" ۱۲م

اشعۃ اللمعات میں ہے:

وگفتہ اند کہ منع ونہی از اطلاقِ عبد و اَمۃ بر تقدیرے است کہ بروجہ تطاول وتحقیر وتصغیر باشد، والّا اطلاقِ عبد و اَمۃ در قرآن و احادیث آمدہ[3]

علماء نے فرمایا ہے کہ (اپنے غلام اور باندی پر) عبد اور اَمۃ کا اطلاق اس صورت میں منع ہے جب یہ ازراہِ تکبر اور تحقیر وتصغیر ہو، ورنہ خود قرآن واحادیث میں لفظ عبد اور اَمۃ موجود ہے۔ ۱۲م

دوسری نظیر اپنے آپ کو عالم کہنا ہے کہ بر سبیلِ تفاخر حرام، ورنہ جائز۔ حدیث شریف میں ہے:

من قال انا عالم فھو جاھل۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط[4]

جو شخص کہے کہ میں عالم ہوں وہ جاہل ہے۔ (اس کو روایت کیا ہے طبرانی نے اوسط میں)

---

[1] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب العتق ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۱۲/ ۱۱۳

[2] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب تحت حدیث ۴۷۶۰ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۲۰

[3] اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب الاسامی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۴۷

[4] المعجم الاوسط حدیث ۶۸۴۲ مکتبۃ المعارف ریاض ۷/ ۴۴۳

عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔ت)

حالانکہ نبی اللہ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: انی حفیظ علیم[1] بے شک میں حفاظت کرنے والا ہوں، عالم ہوں۔

تیسری نظیر اسبالِ ازار ہے یعنی تہبند یا پائچے ٹخنوں سے نیچے خصوصًا زمین تک پہنچتے رکھنا کہ اس کے بارے میں کیا کیا سخت وعیدیں وارد، یہاں تک کہ فرمایا:

ثلٰثۃ لایکلمھم اللہ یوم القیٰمۃ ولا ینظر الیھم ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم۔ المسبل ازارہ والمنان والمنفق سلعتہ بالحلف الکاذب۔ رواہ الستۃ الا البخاری عن ابی ذر النجاری علیہ رضوان الباری۔

تین شخص ہیں کہ اللہ تعالٰی روزِ قیامت ان سے بات نہ کرے گا اور ان کی طرف نظر نہ فرمائیگا اور انھیں پاک نہیں کرے گا اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔ یہ تہبند لٹکانے والا اور دے کر احسان رکھنے والا، اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال چلتا کرنے والا[2] اسے روایت کیا گیا صحاح ستہ میں بخاری کے سوا ابی ذر نجاری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ت)

پھر جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی:

ان ازاری یسترخی الا ان اتعاھدہ۔

یا رسول اللہ! بیشک میرا تہبند ضرور لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کی خاص احتیاط اور خیال رکھوں۔

فرمایا:

انت لست ممن یفعلہ خیلاء۔

تم ان میں سے نہیں جو براہِ تکبر و ناز ایسا کریں۔

---

[1] القرآن الکریم ۱۲/ ۵۵

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۷۱
سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۹
مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۱۶۲، ۱۶۸، ۱۷۸
سنن الدارمی کتاب البیوع باب ۶۳ حدیث ۲۶۰۸ دار المحاسن للطباعۃ قاہرہ ۲/ ۱۸۰
سنن النسائی ؍؍ باب المنفق سلعتہ بالحلف الکاذب نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۲۱۱
سنن ابن ماجہ ابواب التجارات باب ماجاء فی کراہیۃ الایمان الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۶۰

رواہ الشیخان[1] و ابوداؤد والنسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ (اسے روایت کیا شیخان اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔ ت)

سادسًا[عہ] حدیث میں ممانعت ہے تو نام رکھنے کی، کسی کے وصف میں کوئی بات بیان کرنے اور نام رکھنے میں بڑا بل ہے۔ آخر نہ دیکھا کہ حدیثوں میں عزیز و حکم و حکیم نام رکھنے کی ممانعت آئی، اور عزت و حکم و حکمت سے قرآن و حدیث میں بندوں کا وصف فرمایا گیا جن کی سندیں اوپر گزریں، نیز اس کی نظیر حابس الفیل و سائق البقرات ہے کہ رب عزوجل کے یہ نام رکھنا حرام اور وصف وارد، جب واقعہ حدیبیہ میں ناقہ قصواء شریف بیٹھ گیا، اور لوگوں نے کہا ناقہ نے سرکشی کی، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: نہ اس نے سرکشی کی نہ اس کی یہ عادت ولکن حبسہا حابس الفیل[2] بلکہ اسے حابس فیل نے روک دیا، یعنی جس نے ابرہہ کے ہاتھی کو بٹھا دیا اور کعبہ معظمہ پر حملہ کرنے سے روکا تھا، عزجلالہٗ۔

زرقانی علی المواہب میں علامہ ابن المنیر سے ہے:

یجوز اطلاق ذٰلک فی حق اللہ تعالٰی فیقال حبسہا اللہ حابس الفیل وانما الذی یمکن ان یمنع تسمیتہ سبحانہ حابس الفیل و نحوہ اھ قال الزرقانی وھو مبنی علی الصحیح من الاسماء توقیفیۃ[3]۔ اللہ تبارک وتعالٰی پر اس کا اطلاق جائز ہے اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ حابس فیل نے اسے روک لیا۔ ہاں ممانعت اس صورت میں ہوسکتی ہے جب "حابس فیل" یا اس کے ہم معنی کو اسم الٰہی قرار دے دیا جائے۔ زرقانی نے کہا اس کی بناء وہ قول صحیح ہے جس میں اسمائے الٰہی کو توقیفی قرار دیا ہے، ۱۲م

عہ الوجوہ الخمسۃ الاول عامۃ وھذا خاص بغیر التسمیۃ ۱۲ منہ غفرلہ۔ پہلے پانچ وجوہ عام اور یہ غیر تسمیہ سے خاص ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] صحیح البخاری فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۱۷
" کتاب اللباس باب من جر ازارہ من غیر خیلاء " " ۲/ ۸۶۰
صحیح مسلم " باب تحریم جر الثوب خیلاء " " ۲/
سنن ابی داؤد " باب ما جاء فی اسبال الازار آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۹
[2] المواہب اللدنیۃ بیان صلح الحدیبیۃ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۹۱
[3] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ امر الحدیبیۃ دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۸۴

اکیدر بادشاہ دومۃ الجندل کے واقعہ میں حضرت بُجیر طائی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ؎

تبارك سائق البقرات انّی ۔۔۔ رأیت اللّٰہ یھدی کل ھادٍ

اللہ تبارک و تعالٰی گائیوں کو چلانے والا ہے میں نے اللہ تعالٰی کو ہر رہنما کا رہنما پایا ہے (ت)

حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ان کا کلام پسند کیا اور فرمایا:

لایفضض اللّٰہ فاك ۔ رواہ ابن السکن[1] و ابونعیم وابن مندہ۔

اللہ تیرا منہ بے دندان نہ کرے۔ (نوّے برس جئے کسی دانت کو جنبش نہ ہوئی) (اس کو روایت کیا ابن السکن اور ابونعیم اور ابن مندہ نے۔ت)

یہ ہے تمام وہ کلام کہ ان اکابر متقدمین ومتاخرین ائمہ دین وفقہائے معتمدین وعرفائے کاملین کی طرف سے فقیر نے حاضر کیا، اور ممکن کہ خود ان کے پاس اس سے بھی بہتر جواب ہو، وفوق کل ذی علم علیم[3]۔

سابعًا اس سب سے قطع نظر کرکے یہی فرض کرلیجئے کہ معاذ اللہ ان تمام اکابر پر طعن ثابت ہو اور جواب معدوم۔ تو انصافًا فقیر کا مصرع اب بھی اس روش پر نہیں کہ ان ائمہ وعلماء نے قطعًا غیر خدا کو شہنشاہ وقاضی القضاۃ کہا ہے حتی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بھی نہیں بلکہ کسی عالم یا ولی یا نرے حکام دنیوی کو، اور وہ مصرع اس معنی میں ہرگز متعین نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں لفظ شہنشاہ حضرت عزّ جلالہ سے مخصوص ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو سرے سے منشاء شبہہ زائل، اور اگر ہے تو جو لفظ اللہ عزّوجل کے لئے خاص تھا اسے غیر اللہ پر کیوں حمل کیجئے؟ شہنشاہ سے اللہ ہی کیوں نہ مراد لیجئے کہ روضہ بمعنی قبر نہیں بلکہ خیابان اور کیاری کو کہتے ہیں۔ قال اللہ تعالٰی فھم فی روضۃ یحبرون[4] (اللہ تعالٰی نے فرمایا، باغ کی کیاری میں ان کی خاطرداری ہوگی۔ت) قبر پر اس کا اطلاق تشبیہ بلیغ ہے جیسے رأیت اسدًا یرمی (میں نے شیر کو تیر اندازی کرتے دیکھا) حدیث شریف قبر مومن کو روضۃ من ریاض الجنۃ[5] فرمایا جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری، تو روضہ شہنشاہ کے معنی ہوئے

---

[1] دلائل النبوۃ لابی نعیم ذکر ما کان فی غزوہ تبوک عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ۱۹۲/

[2] شرح الزرقانی المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن مندہ وابونعیم وابن السکن دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۷۸

[3] القرآن الکریم ۱۲/ ۷۶ [4] القرآن الکریم ۳۰/ ۱۵

[5] جامع الترمذی ابواب صفۃ یوم القیامۃ امین کمپنی دہلی ۲/ ۶۹

الٰہی خیابان ، خدا کی کیاری ۔ اس میں کیا حرج ہے ، جب قرآن عظیم نے مدینہ طیبہ کی ساری زمین کو اللہ عزوجل کی طرف اضافت فرمایا :

الم تکن ارض اللّٰہ واسعۃ فتھاجروا فیھا[1] | کیا خدا کی زمین یعنی زمینِ مدینہ کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے ۔

تو خاص روضۂ انور کو الٰہی روضہ شاہنشاہی خیابان ، ربانی کیاری کہنے میں کیا حرج ہے ، وللہ الحمد ۔

بایں ہمہ جب فقیر بعون القدیر آیت وحدیث سے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مَالِکُ النَّاسِ ، مَلِکُ النَّاسِ ، مَالِکُ الْاَرْضِ ، مَالِکُ رِقَابِ الْاُمَمِ ہونا ثابت کرچکا تو لفظ پر اصرار یا روایت خلاف پر انکار کی حاجت نہیں ۔ یہ بھی ہمارے علماء سے بعض متاخرین کا قول ہے اس کے لحاظ بجائے "شاہنشاہِ طیبہ" کہئے کہ وہ شاہِ طیبہ بھی ہیں اور شاہِ تمام روئے زمین بھی ، اور شاہِ تمام اولین وآخرین بھی ، جن میں ملوک وسلاطین سب داخل ، بادشاہ ہو یا رعیت ، وہ کون ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے دائرۂ غلامی سے سر باہر نکال سکتا ہے ؎

محمد عربی کابروئے ہر دو سراست | کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او

(محمد عربی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم دونوں جہانوں کی عزت ہیں جو انکے در کی خاک نہیں اسکے سر پر خاک)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ولیکن ھذا ھٰذا اٰخر الکلام فی المسئلۃ الاولٰی الحمد للّٰہ فی الاولٰی والاخرٰی ۔

اللہ تعالٰے کی رحمت نازل ہو ہمارے آقا ومولٰی پر صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم اور آپ کی آل واصحاب سب پر ، یہ پہلے مسئلہ میں آخری کلام ہے ، دنیا وآخرت میں تمام حمدیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں ۔ (ت)

جواب سوال دوم : الحق اللہ عزوجل ہی مقلب القلوب ہے ، سب کے دلوں ، نہ صرف دل بلکہ عالم کے ذرّے ذرّے پر حقیقی قبضہ اسی کا ہے ، مگر نہ اس کی قدرت محدود نہ اس کی عطا رکا ہوا ، وسیع مسدود ، ان اللّٰہ علٰی کل شیئ قدیر[2] بے شک اللہ تعالٰے ہر چیز پر قادر ہے وما کان عطاء ربک محظورا[3] اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں ۔ وہ علی الاطلاق فرماتا ہے :

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۹۷
[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۰
[3] " ۱۷/ ۲۰

ولکن اللہ یسلط رسلہ علیٰ من یشاء[1]۔ اللہ تعالٰی اپنے رسولوں کو جس پر چاہے قبضہ و قابو دیتا ہے۔

اس کا اطلاق اجسام و ابصار و اسماع و قلوب سب کو شامل ہے، وہ اپنے محبوبوں کو جس کے چاہے دست و پا پر قدرت دے، چاہے چشم و گوش پر، چاہے دل و ہوش پر، اس کی قدرت میں کمی نہ عطا میں تنگی۔ کیا ملائکہ دلوں میں القائے خیر نہیں کرتے، نیک ارادے نہیں ڈالتے، بُرے خطروں سے نہیں پھیرتے؟ ضرور سب کچھ باذن اللہ کرتے ہیں۔ پھر دلوں میں تصرف کے اور کیا معنی! قال اللہ تعالٰی:

اذ یوحی ربك الی الملٰئکۃ انی معکم فثبتوا الذین اٰمنوا[2]۔ جب وحی فرماتا ہے تیرا رب فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم دل قائم رکھو مسلمانوں کے۔

سیرت ابن اسحاق و سیرت ابن ہشام میں ہے بنی قریظہ کو جاتے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم راہ میں اپنے کچھ اصحاب پر گزرے، ان سے دریافت فرمایا: تم نے ادھر جاتے ہوئے کوئی شخص دیکھا؟ عرض کی: دحیہ بن خلیفہ کو نقرہ خِنگ پر سوار جاتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا:

ذاك جبریل بعث الٰی بنی قریظۃ یزلزل بھم حصونھم ویقذف الرعب فی قلوبھم[3]۔ وہ جبریل تھا کہ بنی قریظہ کی طرف بھیجا گیا کہ ان کے قلعوں میں زلزلے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالے۔ ۱۲م

امام بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا جلس القاضی فی مجلسہ ھبط علیہ ملکان یسددانہ ویوفقانہ ویرشدانہ مالم یجر فاذا جار عرجا وترکاہ[4]۔ جب قاضی مجلس حکم میں بیٹھتا ہے تو دو فرشتے اُترتے ہیں کہ اس کی رائے کو درستی دیتے ہیں اور اسے ٹھیک بات سمجھنے کی توفیق دیتے ہیں اور اسے نیک راستہ سجھاتے ہیں جب تک حق سے میل نہ کرے، جہاں اس نے میل کیا فرشتوں نے اسے چھوڑا اور آسمان پر اڑ گئے۔ ۱۲م

---

[1] القرآن الکریم ۵۹/ ۶ [2] القرآن الکریم ۸/ ۱۲

[3] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام مع الروض الانف غزوہ بنی قریظہ مکتبہ فاروقیہ ملتان ۲/ ۱۹۵

[4] السنن الکبرٰی کتاب آداب القاضی باب من ابتلی بشیئ الخ دار صادر بیروت ۱۰/ ۸۸

دیلمی مسند الفردوس میں صدیق اکبر و ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما دونوں سے راوی کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لولم ابعث فیکم لبعث عمر ایّد اللہ عمر بملکین یوفّقانہ ویسدّدانہ فاذا اخطأ صرفاہ حتی یکون صوابا۔[1]

اگر میں ابھی تم میں ظہور نہ فرماتا تو بیشک عمر نبی کیا جاتا، اللہ عزوجل نے دو فرشتوں سے تائید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو توفیق دیتے اور ہر بات میں اسے راہ پر رکھتے، اگر عمر کی رائے لغزش کرنے کو ہوتی ہے وہ پھیر دیتے ہیں یہاں تک کہ عمر سے حق ہی صادر ہوتا ہے۔ ۱۲م

ملائکہ کی شان تو بلند ہے، شیاطین کو قلوبِ عوام میں تصرف دیا ہے جس سے فقط اپنے چُنے ہوئے بندوں کو مستثنٰی کیا ہے کہ:

ان عبادی لیس لك علیھم سلطان[2]

میرے خاص بندوں پر تیرا قابو نہیں۔

قال اللہ تعالٰی:

یوسوس فی صدور الناس من الجنّة والنّاس[3]

شیطان جن اور لوگ، لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔

وقال اللہ تعالٰی:

شیٰطین الانس والجن یوحی بعضھم الٰی بعض زخرف القول غرورا[4]

شیطان آدمی اور جن ایک دوسرے کے دل میں ڈالتے ہیں بناوٹ کی بات دھوکے کی۔ ۱۲م

بخاری، مسلم، ابوداؤد مثل امام احمد، حضرت انس بن مالک اور مثل ابن ماجہ حضرت ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۵۱۲۴ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۳۷۲

[2] القرآن الکریم ۱۷/ ۶۵

[3] " ۱۱۴/ ۵ و ۶

[4] " ۶/ ۱۱۲

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم[1]	بے شک شیطان انسان (آدمی) کی رگ رگ میں خون کی طرح ساری وجاری ہے۔

صحیحین وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"جب اذان ہوتی ہے شیطان گوز زناں بھاگ جاتا ہے کہ اذان کی آواز نہ سُنے، جب اذان ہوچکتی ہے پھر آتا ہے۔ جب تکبیر ہوتی ہے پھر بھاگ جاتا ہے، جب تکبیر ہوچکتی ہے پھر آتا ہے حتی یخطر بین المرء ونفسہ یقول اذکر کذا اذکر کذا لما لم یکن یذکرہ حتی یظل الرجل ما یدری کم صلّی[2] یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل کے اندر حائل ہوکر خطرے ڈالتا ہے، کہتا ہے کہ یہ بات یاد کر وہ بات یاد کر ان باتوں کے لئے جو آدمی کے خیال میں بھی نہ تھیں، یہاں تک کہ انسان کو یہ بھی خبر نہیں رہتی کہ کتنی پڑھی۔"

امام ابوبکر بن ابی الدنیا کتاب مکائد الشیطان، اور امام اجل ترمذی نوادر الاصول میں بسندِ حسن، اور ابو یعلٰے مسند اور ابن شاہین کتاب الترغیب، اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی،

ان الشیطان واضع خطمہ علی قلب ابن اٰدم فان ذکر اللہ خنس وان نسی التقم قلبہ فذٰلک الوسواس	بیشک شیطان اپنی چونچ آدمی کے دل پر رکھے ہوئے ہے، جب آدمی خدا تعالٰی کو یاد کرتا ہے شیطان دبک جاتا ہے اور جب آدمی (ذکر سے) غفلت کرتا ہے (بھول جاتا ہے) تو شیطان اس کا

---

[1] صحیح البخاری، باب الاعتکاف ۱/۲۷۲، کتاب بدء الخلق ۱/۴۶۴، کتاب الاحکام ۲/۱۰۶۳ قدیمی کتب خانہ کراچی
سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب المعتکف یدخل البیت لحاجۃ الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۳۵

[2] صحیح البخاری کتاب الاذان باب فضل التاذین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۵
صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب فضل الاذان وہرب الشیطان الخ " " ۱/۱۶۸
" کتاب المساجد باب السہو فی الصلوۃ والسجود " " " ۱/۲۱۱
مسند احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۱۳، ۴۶۰، ۵۲۲

الخناس [1]

دل اپنے منہ میں لے لیتا ہے تو یہ ہے (شیطان خناس) وسوسہ ڈالنے والا، دبک جانیوالا۔

لمہ شیطانی و لمہ ملکی دونوں مشہور اور حدیثوں میں مذکور ہیں، پھر اولیائے کرام کو قلوب میں تصرف کی قدرت عطا ہونی کیا محلِ انکار ہے۔ حضرت علامہ سلجماسی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ابریز میں اپنے شیخ حضرت سیدی عبد العزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عوام جو اپنے حاجات میں اولیائے کرام مثل حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے استعانت کرتے ہیں نہ کہ اللہ عزّ وجل سے، حضراتِ اولیائے ان کو قصداً ادھر لگالیا ہے کہ دعا میں مراد ملنی نہ ملنی دونوں پہلو ہیں عوام (مراد) نہ ملنے کی حکمتوں پر مطلع نہیں کئے جاتے، تو اگر بالکلیہ خالص اللہ عزّ وجل ہی سے مانگتے پھر مراد ملتی نہ دیکھتے تو احتمال تھا کہ خدا کے وجود ہی سے منکر ہوجاتے، اس لئے اولیائے ان کے دلوں کو اپنی طرف پھیر لیا کہ اب اگر (مراد) نہ ملنے پر بے اعتقادی کا وسوسہ آیا بھی تو اس ولی کی نسبت آئے گا جس سے مدد چاہی تھی، اس میں ایمان تو سلامت رہے گا۔

حدیثِ اوّل: اور سنئے، مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کتاب مستطاب نُزْهَةُ الخَاطِرِ الفَاتِرِ فی ترجمۃِ سیدی الشریف عبد القادر رضی اللہ تعالٰی عنہ میں فرماتے ہیں:

روی الشیخ الجلیل ابو صالح المغربی رحمه الله تعالٰی انه قال قال لی سیدی الشیخ ابو مدین قدس الله سرهٗ یا ابا صالح سافر الی بغداد وأت الشیخ محی الدین عبد القادر لیعلمك الفقر، فسافرت الی بغداد فلما رأیته رأیت رجلا ما رأیت اکثر هیبة منه (فساق الحدیث الی اٰخره الی ان قال) قلت یا سیدی اريد ان تمدنی منك بهذا الوصف فنظر نظرة

یعنی شیخ جلیل ابو صالح مغربی رحمہ اللہ تعالٰی نے روایت کی، مجھ کو میرے شیخ حضرت ابو شعیب مدین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: اے ابو صالح! سفر کرکے حضرت شیخ محی الدین عبد القادر کے حضور حاضر ہو کہ وہ تجھ کو فقر تعلیم فرمائیں، میں بغداد گیا جب حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا میں نے اس ہیبت وجلال کا کوئی بندۂ خدا نہ دیکھا تھا حضور نے مجھ کو ایک سو بیس (۱۲۰) دن یعنی تین چلّے خلوت میں بٹھایا پھر میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی طرف

---

[1] شعب الایمان حدیث ۵۴۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۰۳
نوادر الاصول الاصل التاسع والخمسون والمائتان الخ دار صادر بیروت ص ۳۵۴

فتفرقت عن قلبي جواذب الارادات كما يتفرق الظلام بهجوم النهار وانا الآن انفق من تلك النظرة۔[1]

اشارہ کرکے فرمایا: اے ابوصالح! ادھر کو دیکھ تجھ کو کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کی: کعبۂ معظمہ پھر مغرب کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: ادھر کو دیکھ تجھے کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کی: میرے پیر ابومدین۔ فرمایا: کدھر جانا چاہتا ہے کعبہ کو یا اپنے پیر کے پاس؟ میں نے کہا: اپنے پیر کے پاس۔ فرمایا: ایک قدم میں جانا چاہتا ہے یا جس طرح آیا تھا؟ میں نے عرض کی: بلکہ جس طرح آیا تھا۔ فرمایا: یہ افضل ہے۔ پھر فرمایا: اے ابوصالح! اگر تُو فقر چاہے تو ہرگز بے زینہ اس تک نہ پہنچے گا اور اس کا زینہ توحید ہے اور توحید کا مدار یہ ہے کہ عین الستر کے ساتھ دل سے ہر خطرہ مٹا دے لوحِ دل بالکل پاک وصاف کرلے۔ میں نے عرض کی: اے میرے آقا! میں چاہتا ہوں کہ حضور اپنی مدد سے یہ صفت مجھ کو عطا فرمائیں۔ یہ سُن کر حضور نے ایک نگاہِ کرم مجھ پر فرمائی کہ ارادوں کی تمام کششیں میرے دل سے ایسی کافور ہوگئیں جیسے دن کے آنے سے رات کی اندھیری، اور میں آج تک حضور کی اسی ایک نگاہ سے کام چلا رہا ہوں۔

دیکھئے خاطر پر اس سے بڑھ کر اور کیا قبضہ ہوگا کہ ایک نگاہ میں دل کو تمام خطرات سے پاک فرما دیا' اور نہ فقط اسی وقت بلکہ ہمیشہ کے لئے۔

امامِ اجل مصنفِ بہجۃ الاسرار کی جلالتِ شان اور اس کتابِ جلیل کی صحت وعظمت

فائدہ: یہ حدیث جلیل حضرت امام اجل سید العلماء، شیخ القراء، عمدۃ العرفاء، نور الملۃ والدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز نے کہ صرف دو واسطے سے حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مرید ہیں۔ امام جلیل الشان، شیخ القراء، ابوالخیر شمس الدین محمد محمد محمد ابن الجزری رحمہ اللہ تعالٰی مصنفِ حصن حصین شریف کے استاذ ہیں۔ امام ذہبی صاحب میزان الاعتدال ان کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے، اور طبقات القراء میں ان کی مدح وستائش کی اور ان کو اپنا امام یکتا لکھا۔

حيث قال علي بن يوسف بن جرير اللخمي شَطْنُوفي الامام الاوحد المُقْرِئ نور الدين

چنانچہ کہا کہ علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی نور الدین امامِ یکتا، مدرسِ قراءت اور

---

[1] نزهة الخاطر الفاتر في ترجمة عبد القادر

25

شیخ القراء بالدیار المصریۃ [1]

بلادِ مصر کے شیخ القراء ہیں۔ ۱۲م

اور امام اجل عارف باللہ سیدی عبد اللہ بن اسعد یافعی شافعی یمنی رحمہ اللہ تعالیٰ "فی مرآۃ الجنان" میں اُس جناب کو اِن مناقبِ جلیلہ سے یاد فرمایا:

روی الشیخ الامام الفقیہ، العالم المقرئ ابو الحسن علی بن یوسف بن جریر بن معضاد الشافعی اللخمی فی مناقب الشیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسندہٖ [2] الخ۔

شیخ و امام، زبردست فقیہ، مدرسِ قراءت علی ابن یوسف بن جریر بن معضاد شافعی لخمی نے شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی۔ ۱۲م

اور امام اجل شمس الملۃ والدین ابو الخیر ابن الجزری مصنفِ حصن حصین نے نہایۃ الدرایات فی اسماء الرجال القراءات میں فرمایا:

علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معضاد نور الدین ابو الحسن اللخمی الشطنوفی الشافعی الاستاذ المحقق البارع شیخ الدیار المصریۃ ولد بالقاھرۃ سنۃ اربع و اربعین و ستمائۃ و تصدر للاقراء بالجامع الازھر من القاھرۃ و تکاثر علیہ الناس لاجل الفوائد والتحقیق، وبلغنی انہ عمل علی الشاطبیۃ شرحًا فلو کان ظھر لکان من اجود شروحھا، توفی یوم السبت اوان الظھر و دفن یوم الاحد العشرین من ذی الحجۃ سنۃ ثلٰث عشرۃ و سبع مائۃ رحمہ اللہ تعالیٰ [3] (مختصرًا)

یعنی علی بن یوسف نور الدین ابو الحسن شافعی استاذ محقق ایسے کمال والے جو عقلوں کو حیران کر دے، بلادِ مصر کے شیخ قاہرۂ مصر میں پیدا ہوئے اور مصر کی جامع ازہر میں صدرِ تعلیم پر جلوس فرمایا، ان کے فوائد و تحقیق کے سبب خلائق کا ان پر ہجوم ہوا، میں نے سُنا کہ شاطبیہ پر بھی اس جناب نے شرح لکھی، یہ شرح اگر ظاہر ہوتی تو ان کی تمام شرحوں سے بہتر شروح میں ہوتی۔ روز دوشنبہ بوقتِ ظہر وفات پائی اور بروز یک شنبہ بستم ذی الحجہ ۷۱۳ھ میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔ انتہی ۱۲م

---

[1] زبدۃ الآثار بحوالہ طبقات المقرئین مطبع بکسلنگ کمپنی جزیرہ ص ۳

[2] مرآۃ الجنان و عبرۃ الیقظان فی معرفۃ ما یعتبر من حوادث الزمان

[3] زبدۃ الآثار بحوالہ نہایۃ الدرایات فی اسماء الرجال والقرآت مطبع بکسلنگ کمپنی جزیرہ ص ۵

25
25

اور امام اجل جلال الملۃ والدین سیوطی نے "حسن المحاضرۃ باخبار مصر والقاھرۃ" میں فرمایا:

علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاوحد نورالدین ابوالحسن شیخ القراء بالدیار المصریۃ تصدر للاقراء بالجامع الازھر وتکاثر علیہ الطلبۃ۔[1]

یعنی علی بن یوسف ابوالحسن نورالدین امام یکتا ہیں، اور بلادِ مصر میں شیخ القراء پھر ان کا مسند تعلیم پر جلوس اور طلبہ کا ہجوم، اور تاریخِ ولادت و وفات اسی طرح ذکر فرمائی۔

نیز امام سیوطی نے اس جناب کا تذکرہ اپنی کتاب "بغیۃ الوعاۃ" میں لکھا، اور اس میں نقل فرمایا کہ:

لہ الید الطولٰی فی علم التفسیر[2] علم تفسیر میں اس جناب کو ید طولٰی تھا۔

اور حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے کتاب "زبدۃ الاسرار" میں اس جناب کے فضائل عالیہ یوں بیان فرمائے:

بھجۃ الاسرار من تصنیف الشیخ الامام الاجل الفقیہ العالم المقریٔ الاوحد البارع نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافعی اللخمی وبینہ وبین الشیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ واسطتان وھو داخل فی بشارۃ قولہ رضی اللہ تعالٰی عنہ طوبٰی لمن رأنی ولمن رأی من رأنی ولمن رأی من رأنی۔[3]

یعنی امام اجل، فقیہ، عالم، مدرسِ قرارت، یکتا، عجب صاحب کمال نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف شافعی لخمی، ان میں اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں صرف دو واسطے ہیں اور وہ حضور پرنور سرکار غوثیت کی اس بشارت میں داخل ہیں کہ شادمانی ہے اسے جس نے مجھ کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔ انتہٰی

ان امام اجل یکتا نے کہ ایسے اکابر ائمہ جن کی امامت وعظمت وجلالت شان کے ایسے مداح ہوئے اپنی کتاب مستطاب بھجۃ الاسرار ومعدن الانوار شریف میں (کہ امام اجل یافعی وغیرہ اکابر اس سے سند لیتے آئے امام اجل شمس الملۃ والدین ابوالخیر ابن الجزری مصنف حصن حصین نے یہ کتاب مستطاب

---

[1] حسن المحاضرۃ باخبار مصر والقاہرۃ

[2] بغیۃ الوعاۃ للسیوطی

[3] زبدۃ الاسرار خطبۃ الکتاب مطبع بکسلنگ کمپنی جزیرہ ص ۵

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر حنفی وشطوطی رحمہ اللہ تعالےٰ سے پڑھی، اور حدیث کی طرح اس کی سند حاصل کی، اور علامہ عمر بن عبدالوہاب حلبی نے اس کی روایات معتمد ہونے کی تصریح کی، اور حضرت شیخ محقق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار شریف میں فرمایا:

این کتاب بہجۃ الاسرار کتابے عظیم وشریف ومشہور است[1]

یہ کتاب بہجۃ الاسرار ایک عظیم وشریف اور مشہور کتاب ہے۔ ۱۲م

اور زبدۃ الاسرار شریف میں اس کی روایات صحیح وثابت ہونے کی تصریح کی) یوں بسند صحیح روایت فرمائی کہ:

حدثنا الفقیہ ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحیم بن حجاج بن یعلیٰ الفاسی المالکی المحدث بالقاہرۃ سنۃ ٦٧١ھ قال اخبرنا جدی حجاج بفاس سنۃ ٦٢٣ھ قال حججت مع الشیخ ابی محمد صالح بن ویرجان الدکالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنۃ ٥٨٨ھ فلما کنا بعرفات وافینا بہا الشیخ ابا القاسم عمر بن مسعود المعروف بالبزار فتسالما وجلسا یتذاکران ایام الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال الشیخ ابو محمد قال لی سیدی الشیخ ابومدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا صالح سافر الی بغداد الحدیث[2]

یعنی فقیہ محدث ابوالحجاج نے ہم سے حدیث بیان کی کہ میرے جد امجد حجاج بن یعلیٰ بن عیسیٰ فاسی نے مجھے خبر دی کہ میں نے شیخ ابو محمد صالح کے ساتھ ۵۸۸ھ میں حج کیا، عرفات میں ہم کو حضرت شیخ ابوالقاسم عمر بزار ملے۔ دونوں شیخ بعد سلام بیٹھ کر حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ذکر فرمانے لگے۔ ابو محمد صالح نے فرمایا مجھ سے میرے شیخ حضرت شعیب ابومدین نے فرمایا: اے صالح! سفر کرکے بغداد حاضر ہو۔ الیٰ آخرہ۔

تنبیہ: یہاں سے معلوم ہوا کہ ان شیخ کا نام گرامی صالح ہے اور کنیت ابو محمد، نزہۃ الخاطر میں ابو صالح واقع ہوا سہو قلم ہے۔

---

[1] زبدۃ الآثار مع زبدۃ الاسرار خطبۃ الکتاب مطبع بکسلنگ کمپنی جزیرہ ص ۲
[2] بہجۃ الاسرار ذکر فصول من کلامہ مرصعا بشیئ الخ مصطفےٰ البابی مصر ص ۵۲

حدیثِ دوم: اور سُنئے، اسی حدیث جلیل میں ہے کہ حضرت صالح یہ روایت فرما چکے تو حضرت سیدعمر بزار قدس سرہٗ نے فرمایا:

وانا ایضا کنت جالسا بین یدیه فی خلوته فضرب بیده فی صدری فاشرق فی قلبی نورعلی قدر دائرة الشمس ووجدت الحق من وقتی وانا الی الاٰن فی زیادة من ذلك النور[1]

یعنی یونہی میں بھی ایک روز حضور پُرنور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضور خلوت میں حاضر تھا حضور نے اپنے دست مبارک کو میرے سینے پر مارا، فوراً ایک نور قرص آفتاب کے برابر میرے دل میں چمک اٹھا، اور اسی وقت سے میں نے حق کو پایا، اور آج تک وہ نور ترقی کر رہا ہے۔

حدیثِ سوم: اور سُنئے، امام ممدوح اسی بہجۃ الاسرار شریف میں بایں سند راوی:

حدثنا الشیخ ابوالفتوح محمد ابن الشیخ ابی المحاسن یوسف بن اسمعیل التیمی البکری البغدادی قال اخبرنا الشیخ الشریف ابوجعفر محمد بن ابی القاسم العلوی قال اخبرنا الشیخ العارف ابوالخیر بشر بن محفوظ ببغداد بمنزله الحدیث.

یعنی ہم سے شیخ ابوالفتوح محمد صدیقی بغدادی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو سیدابوجعفر محمد علوی نے خبر دی کہ ہم سے شیخ عارف باللہ ابوالخیر بشر بن محفوظ بغدادی نے اپنے دولت خانے پر بیان فرمایا کہ ایک روز میں اور بارہ[2] صاحب اور (جن کے نام حدیث میں مفصل مذکور ہیں) خدمت اقدس حضور پرنور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں حاضر تھے کہ حضور نے فرمایا، لِیَطْلُبْ کُلٌّ مِّنْکُمْ حَاجَةً اُعْطِیْھَا لَهٗ، تم میں سے ہر ایک ایک مراد مانگے کہ ہم عطا فرمائیں (اس پر دس صاحبوں نے دینی حاجتیں متعلق علم و معرفت اور تین شخصوں نے دنیوی عہدہ و منصب کی مرادیں مانگیں جو بتفصیل مذکور ہیں) حضور پُرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

کُلًّا نُّمِدُّ ھٰٓؤُلَآءِ وَھٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا۔

ہم ان اہلِ دین اور ان اہلِ دُنیا سب کی مدد کرتے ہیں تیرے رب کی عطا سے، اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔

---

[1] بہجۃ الاسرار ذکر فصول من کلامہ مرصعا لشیئ الخ مصطفی البابی مصر ص ۵۳

خدا کی قسم! جس نے جو مانگا تھا پایا، میں نے یہ مراد چاہی تھی کہ ایسی معرفت مل جائے کہ واردات قلبی میں مجھے تمیز ہو جائے کہ یہ وارد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ نہیں (اوروں کو ان کی مرادیں ملنے کی تفصیل بیان کرکے فرماتے ہیں):

واما انا فان الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضع یدہ علیٰ صدری وانا جالس بین یدیہ فی مجلسہ ذٰلک فوجدت فی الوقت العاجل نورًا فی صدری وانا الی الاٰن افرق بہ بین موارد الحق والباطل وامیزبہ بین احوال الھدیٰ والضلال وکنت قبل ذٰلک شدید القلق لا لتباسہا علیّ۔[1]

اور میری یہ کیفیت ہوئی کہ میں حضور کے سامنے حاضر تھا، حضور نے اسی مجلس میں اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر رکھا فورًا ایک نور میرے سینے میں چمکا کہ آج تک میں اسی نور سے تمیز کر لیتا ہوں کہ یہ وارد حق ہے اور یہ باطل، یہ حال ہدایت ہے اور یہ گمراہی، اور اس سے پہلے مجھے تمیز نہ ہو سکنے کے باعث سخت قلق رہا کرتا تھا۔

حدیث چہارم: اور سنیے، امام ممدوح اسی کتاب جلیل میں اس سندِ عالی سے راوی کہ،

اخبرنا ابو محمدؒ الحسن ابن ابی عمران القرشی وابو محمد سالم بن علی الدمیاطی قال اخبرنا الشیخ العالم الربانی شہاب الدین عمر السہروردی الحدیث یعنی ہمیں ابو محمد قرشی وابو محمد دمیاطی نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہمیں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سرِدارِ سلسلہ سہروردیہ نے خبر دی کہ مجھے علمِ کلام کا بہت شوق تھا، میں نے اسکی کتابیں ازبر حفظ کر لی تھیں اور اس میں خوب ماہر ہو گیا تھا، میرے عم مکرم پیر معظم حضرت سیدی نجیب الدین عبد القاہر سہروردی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجھ کو منع فرماتے تھے اور میں باز نہ آتا تھا ایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگاہِ غوثیت پناہ میں حاضر ہوئے، راہ میں مجھ سے فرمایا، اے عمر! ہم اس وقت اس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں جس کا دل اللہ تعالےٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے دیکھو ان کے سامنے باحتیاط حاضر ہونا کہ ان کے دیدار سے برکت پاؤ۔

جب ہم حاضرِ بارگاہ ہوئے میرے پیر نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے عرض کی، اے میرے آقا! یہ میرا بھتیجا علمِ کلام میں آلودہ ہے میں منع کرتا ہوں، نہیں مانتا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! تم نے علمِ کلام میں کون سی کتاب حفظ کی ہے؟ میں نے عرض کی: فلاں فلاں کتابیں۔

---

[1] بہجۃ الاسرار ذکر فصول من کلامہ مرصعا لبشئ الخ مصطفی البابی مصر ص ۳۰ و ۳۱

فامرّیدہ علیٰ صدری فواللہ ما نزعہا وانا احفظ من تلک الکتب لفظۃ وانسانی اللہ جمیع مسائلہا ولکن وقر اللہ فی صدری العلم اللدنی فی الوقت العاجل فقمت من بین یدیہ وانا انطق بالحکمۃ وقال لی یا عمر انت اٰخر المشہورین بالعراق ، قال وکان الشیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطان الطریق والمتصرف فی الوجود علی التحقیق حضور نے دستِ مبارک میرے سینے پر پھیرا ، خدا تعالےٰ کی قسم ! ہاتھ ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا' اور ان کے تمام مطالب اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلا دئے ، ہاں ! اللہ تعالےٰ نے میرے سینے میں فوراً علم لدنی بھر دیا' تو میں حضور کے پاس سے علمِ الٰہی کا گویا ہو کر اٹھا ، اور حضور نے مجھ سے فرمایا ملک عراق میں سب سے پہلے نامور تم ہو گے یعنی تمہارے بعد عراق بھر میں کوئی اس درجۂ شہرت کو نہ پہنچے گا ۔ اس کے بعد امام شیخ الشیوخ سہروردی فرماتے ہیں حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہِ طریق ہیں اور تمام عالم میں یقیناً تصرف فرمانے والے رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔

پھر امام مذکور بسند خود حضرت شیخ نجم الدین تفلیسی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں میرے شیخ حضرت شیخ الشیوخ نے مجھے بغداد مقدس میں چلّے میں بٹھایا تھا ، چالیسویں روز میں واقعہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الشیوخ ایک بلند پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور ان کے پاس بکثرت جواہر ہیں اور پہاڑ کے نیچے انبوہِ کثیر جمع ہے حضرت شیخ پیمانے بھر بھر کر وہ جواہر خلق پر پھینکتے ہیں اور لوگ لوٹ رہے ہیں جب جواہر کمی پر آتے ہیں خود بخود بڑھ جاتے ہیں گویا چشمے سے ابل رہے ہیں ۔ دن ختم کر کے میں خلوت سے باہر نکلا اور حضرت شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جو دیکھا تھا عرض کروں ، میں کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا : جو تم نے دیکھا وہ حق ہے' اور اس جیسے کتنے ہی ، یعنی صرف اپنے ہی جواہر نہیں جو تم نے دیکھے بلکہ اتنے اتنے اور بہت سے ہیں ، یہ وہ جواہر ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علمِ کلام کے بدلے میرے سینے میں بھر دئے ہیں[1] رضی اللہ تعالےٰ عنہم ۔

اس سے بڑھ کر دلوں پر قابو اور کیا ہو گا کہ ایک ہاتھ مار کر تمام حفظ کی ہوئی کتابیں یکسر محو فرما دیں کہ نہ ان کا ایک لفظ یاد رہے اور نہ اس علم کا کوئی مسئلہ ، اور ساتھ ہی علمِ لدنی سے سینہ بھر دیں ۔

حدیثِ پنجم : اور سنئے ، امام ممدوح اسی کتاب جلیل الفتوح میں اس سندِ عالی سے راوی : حدثنا الشیخ الصالح ابو عبد اللہ محمد بن کامل بن ابو المعالی الحسینی قال سمعت

---

[1] بہجۃ الاسرار ذکر فصول من کلامہ مرصعا بشیئ الخ مصطفٰی البابی مصر ص ۳۲ و ۳۳

الشیخ العارف ابا محمد مفرج بن بنہان بن رکاف الشیبانی یعنی ہم سے شیخ صالح ابو عبد اللہ محمد حسینی نے حدیث بیان کی کہ میں نے شیخ عارف ابو محمد مفرج کو فرماتے سنا کہ جب حضور پر نور رضی اللہ تعالٰی عنہ کا شہرہ ہوا فقہائے بغداد سے سو فقیہ کہ فقاہت میں سب سے اعلٰی اور ذہین تھے، اس بات پر متفق ہوئے کہ انواع علوم سے سو مختلف مسئلے حضور سے پوچھیں، ہر فقیہ اپنا جدا مسئلہ پیش کرے تاکہ انھیں جواب سے بند کر دیں، یہ مشورہ گانٹھ کر سو مسئلے الگ الگ چھانٹ کر حضور اقدس کی مجلس وعظ میں آئے، حضرت شیخ مفرج فرماتے ہیں میں اس وقت مجلس وعظ میں حاضر تھا جب وہ فقہاء آ کر بیٹھ لئے حضور پر نور رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سر مبارک جھکایا اور سینۂ انور سے نور کی ایک بجلی چمکی جو کسی کو نظر نہ آئی مگر جسے خدا نے چاہا اس بجلی نے ان سب فقیہوں کے سینوں پر دورہ کیا، جس جس کے سینے پر گزرتی ہے وہ حیرت زدہ ہو کر تڑپنے لگتا ہے، پھر وہ سب فقہاء ایک ساتھ سب چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر ننگے ہو کر منبر اقدس پر گئے اور اپنے سر حضور پر نور کے قدموں پر رکھے، تمام مجلس سے ایک شور اٹھا جس سے میں نے سمجھا کہ بغداد پھر ہل گیا، حضور پر نور ان فقیہوں کو ایک ایک کر کے اپنے سینۂ مبارک سے لگاتے اور فرماتے تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ یونہی ان سب کے مسائل اور ان کے جواب ارشاد فرما دیئے۔

جب مجلس مبارک ختم ہوئی تو میں ان فقیہوں کے پاس گیا اور ان سے کہا، یہ تمھارا حال کیا ہوا تھا؟ بولے:

لمّا جلسنا فقدنا جمیع ما نعرفه من العلم حتی کانه نسخ منّا فلم یمرّ بنا قط فلمّا ضمنا الٰی صدرہٖ رجع الٰی کلّ منّا ما نزع عنه من العلم ولقد ذکرنا مسائلنا التی هیأناها له وذکر فیها اجوبتها۔[1]

جب ہم وہاں بیٹھے جتنا آتا تھا دفعۃً سب ہم سے گم ہو گیا، ایسا مٹ گیا کہ کبھی ہمارے پاس ہو کر نہ گزرا تھا، جب حضور نے ہمیں اپنے سینۂ مبارک سے لگایا ہر ایک کے پاس اس کا چھنا ہوا علم پلٹ آیا، ہمیں وہ اپنے مسئلے بھی یاد نہ رہے تھے جو حضور کے لئے تیار کر کے لے گئے تھے، حضور نے وہ مسائل بھی ہمیں یاد دلائے اور ان کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھے۔

اس سے زیادہ قلوب پر اور کیا قبضہ درکار ہے کہ ایک آن میں اکابر علماء کو تمام عمر کا پڑھا لکھا

---

[1] بہجۃ الاسرار ذکر وعظہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مصطفٰی البابی مصر ص ۹۲

سب بھلادیں اور پھر ایک آن میں عطا فرمادیں۔

حدیث ششم: اور سنئے، امام ممدوح اسی کتاب مبارک میں اس سند جلیل سے راوی کہ:

اخبرنا الشیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ الابہری وابومحمد سالم الدمیاطی الصوفی قالا سمعنا الشیخ شہاب الدین السہروردی الحدیث۔ یعنی ہمیں شیخ ابوالحسن ابہری و ابومحمد سالم الدمیاطی الصوفی نے خبردی، دونوں نے فرمایا کہ ہم نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کو فرماتے سنا کہ میں ۵۶۰ھ میں اپنے شیخ معظم وعم مکرم سیدی نجیب الدین عبدالقادر سہروردی کے ہمراہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوا، میرے شیخ نے حضور کے ساتھ عظیم ادب برتا، اور حضور کے ساتھ ہمہ تن گوش بے زبان ہوکر بیٹھے۔ جب ہم مدرسۂ نظامیہ کو واپس آئے میں نے اس ادب کا حال پوچھا، فرمایا:

کیف لا اتأدب مع من صرفہ مالکی فی قلبی وحالی وقلوب الاولیاء واحوالھم ان شاء امسکھا وان شاء ارسلھا[1]

میں کیونکر ان کا ادب نہ کروں جن کو میرے مالک نے دل اور میرے حال اور تمام اولیاء کے قلوب و احوال پر تصرف بخشا ہے، چاہیں روک لیں چاہیں چھوڑ دیں۔

کہئے قلوب پر کیسا عظیم قبضہ ہے!

حدیث ہفتم: اور سنئے، اور سب سے اجل واعلیٰ سنئے، امام ممدوح قدس سرہٗ اسی کتاب عالی نصاب میں اسی سند صحیح سے روایت فرماتے ہیں کہ:

حدثنا الشیخ ابومحمد القاسم بن احمد الھاشمی الحرمی الحنبلی قال اخبرنا الشیخ ابوالحسن علی الخباز قال اخبرنا الشیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود البزار، الحدیث۔

یعنی شیخ ابومحمد ہاشمی ساکن حرم محترم نے ہم سے حدیث بیان کی کہ انھیں عارف حضرت ابوالحسن علی خباز نے خبردی کہ انھیں امام اجل عارف اکمل سیدی عمر بزار نے خبردی کہ میں ۱۵ جمادی الآخرہ ۵۵۶ھ روز جمعہ کو حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ جامع مسجد کو جاتا تھا، راہ میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہ کیا، میں نے اپنے جی میں کہا سخت تعجب ہے، ہر جمعہ کو تو خلق کا حضور پر وہ اژدحام ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پاتے تھے آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا، یہ بات

---

[1] بہجۃ الاسرار ذکر الشیخ ابوالنجیب عبدالقاہر السہروردی مصطفی البابی مصر ص ۲۲۵

ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور پُر نور رضی اللہ عنہ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور معاً لوگ تسلیم و مجرا کے لئے چاروں طرف سے دوڑ پڑے یہاں تک کہ میرے اور حضور کے بیچ میں حائل ہوگئے، میں اس ہجوم میں حضور سے دور رہ گیا' میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس حالت سے تو وہی پہلا حال اچھا تھا یعنی دولتِ قرب تو نصیب تھی۔ یہ خطرہ میرے دل میں آتے ہی معاً حضور نے میری طرف پھر کر دیکھا اور تبسم فرمایا، اور ارشاد کیا، اے عمر! تم ہی نے اس کی خواہش کی تھی۔ اوما علمت انّ قلوب الناس بیدی ان شئت صرفتھا عنی و ان شئت اقبلت بھا الیّ۔[1] یعنی کیا تمھیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں، رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمنا بہ وجعلنا لہ وبہ الیہ ولو یقطعنا بجاھہ لدیہ آمین۔

یہ حدیث کریم (مذکورہ بالا) بعینہٖ انھیں الفاظ سے مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے نزہۃ الخاطر الفاتر شریف میں ذکر کی۔ عارف باللہ سیدی نور الملۃ والدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں اس حدیث کو لا کر ارشاد اقدس کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

نا دانستی کہ دلہائے مردماں بدست من است اگر خواہم دلہائے ایشاں را از خود بگردانم، و اگر خواہم روئے در خود کنم۔[2]

تو نہیں جانتا کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر چاہوں تو ان لوگوں کے قلوب از خود پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں ۱۲ م

یہی تو اس سگِ کوئے قادری غفرلہٗ بمولاہ نے عرض کیا تھا' ع

بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

اور دو شعر بعد میں عرض کیا تھا: ؎

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

اس قصیدۂ مبارک کے وصل چہارم میں ان اشقیاء کا رد تھا جو حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص شان کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ ان کے ناپاک کلموں سے غلامانِ بارگاہ کے قلب پر کیا کچھ صدمہ نہیں پہنچتا اپنے اور اپنے خواجہ تاشوں کی تسکین کو وہ مصرع تھا جس طرح دوسری جگہ عرض کیا ہے ؎

رنج اعدا کا رضاؔ چارہ ہی کیا ہے جب انھیں
آپ گستاخ رکھے حلم و شکیبائی دوست

---

[1] بہجۃ الاسرار فصول من کلامہ مرصعا بشیٔ من عجائب احوالہ مصطفٰے البابی مصر ص ۲۶

[2] نفحات الانس من حضرات القدس ترجمہ شیخ ابو عمرو لفیفنی از انتشارات کتابفروشی محمودی ص ۵۲۱

اور یہ اس آیۂ کریمہ کا اتباع ہے کہ:

لوشاء الله لجمعهم على الهدیٰ فلا تکونن من الجٰهلین [1]

اللہ چاہتا تو سبھی کو ہدایت پر جمع فرما دیتا تو نادان نہ بن۔

اب اس کلام کو ایک حدیث مفیدِ مسلمین و محافظ ایمان و دین پر ختم کریں، امام ممدوح قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

حدثنا الشیخ الفقیه ابو الحسن علی بن الشیخ ابو العباس احمد بن المبارك البغدادی الحریمی، قال اخبرنا الفقیه الشیخ محمد بن عبد اللطیف الترمسی البغدادی الصوفی قال کان شیخنا الشیخ محی الدین عبد القادر رضی الله تعالیٰ عنه اذا تکلم بالکلام العظیم یقول عقیبه بالله قولوا صدقت وانما اتکلم عن یقین لا شك فیه انما انطق فانطق واعطی فافرق، واومر فافعل والعهدة علیٰ من امرنی والدیة علی العاقلة تکذیبکم لی سم ساعة لادیانکم وسبب لاذهاب دنیاکم واخرٰکم انا سیاف انا قتال ویحذرکم الله نفسه لولا لجام الشریعة علیٰ لسانی لاخبرتکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم انتم بین یدی کالقواریر یریٰ ما فی بطونکم وظواهرکم

یعنی حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی عظیم بات فرماتے اس کے بعد ارشاد فرماتے تم پر اللہ عزوجل کا عہد ہے کہ کہو حضور نے سچ کہا میں اس یقین سے کلام فرماتا ہوں جس میں اصلاً کوئی شک نہیں میں کہلوایا جاتا ہوں تو کہتا ہوں، اور مجھے عطا کرتے ہیں تو تقسیم فرماتا ہوں، اور مجھے حکم ہوتا ہے تو میں کام کرتا ہوں، اور ذمہ داری اس پر ہے جس نے مجھے حکم دیا، اور خون بہا مددگاروں پر، تمہارا میری بات کو جھٹلانا تمہارے دین کے حق میں زہر ہلاہل ہے جو اسی ساعت ہلاک کر دے اور اس میں تمہاری دنیا و آخرت کی بربادی ہے، میں تیغ زن ہوں، میں سخت کش ہوں، اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے، اگر شریعت کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو میں تمہیں بتا دیتا جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو، تم سب میرے سامنے شیشے کی طرح ہو، تمہارے فقط ظاہر ہی نہیں بلکہ جو کچھ تمہارے دلوں کے اندر ہے وہ سب ہمارے

---

[1] القرآن الکریم ٦/٣٥

لولا لجام الحکم علیٰ لسانی لنطق صاع یوسف بما فیہ لکن العلم مستجیر بذیل العالم کیلا یبدی مکنونہ[1]

پیش نظر ہے، اگر حکم الٰہی کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو یوسف کا پیمانہ خود بول اٹھتا کہ اس میں کیا ہے، مگر ہے یہ کہ علم عالم کے دامن سے لپٹا ہوا پناہ مانگ رہا ہے کہ راز کی باتیں فاش نہ فرمائیے۔

صدقت یا سیدی واللہ انت الصادق المصدوق من عند اللہ وجلی لسان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیک و بارك وسلم وشرف و مجد و عظم و کرم۔

اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا، قسم خدا کی اللہ عزّوجل کے نزدیک اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ بڑے سچے ہیں، آپ پر بھی اللہ کی رحمت و برکت اور سلام۔ ۱۲م

یہ مختصر عجالہ بصورتِ رسالہ ظاہر ہوا، اور اس میں دو مسئلوں پر کلام تھا، ایک لفظ "شہنشاہ" دوسرے یہ کہ قلوب پر سید اکرم و مولائے افخم حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قبضہ و تصرف ہے، لہٰذا مناسب کہ اس کا تاریخی نام فقہ شہنشاہ و ان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ رکھا جائے۔

والحمد للہ رب العالمین، وافضل الصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل المرسلین وآلہٖ وصحبہٖ وابنہٖ وحزبہٖ اجمعین، اٰمین، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ علیہ افضل التحیۃ والثناء

---

[1] بہجۃ الاسرار کلمات اخبر بہا عن نفسہ مصطفی البابی مصر ص ۴۴